بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 49

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

ہفت روزہ
بدر
قادیان
مسیح موعود نمبر

The Weekly BADR Qadian

شمارہ
10/11

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈیا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

2/9 ذی الحجہ 1420 ہجری 9/16 امان 1379 ہش 9/16 مارچ 2000ء

Postal Reg. NO : PB/1023/2000

لندن۔ 4 مارچ 2000 (ایم ٹی اے انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔

کل حضور نے مسجد فضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور صلہ رحمی کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں بصیرت افروز روشنی ڈالی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب کرام دعائیں جاری رکھیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

بعثت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍo وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُo (سورۃ الجمعہ ع۱)

ترجمہ:- وہی خدا ہے جس نے ایک ان پڑھ قوم کی طرف اسی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا (جو باوجود ان پڑھ ہونے کے) ان کو خدا کے احکام سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے۔ اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی وہ اس کو بھیجے گا جو ابھی تک ان سے نہیں ملی۔ اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَo (سورۃ الجمعہ ع۱)

ترجمہ:- وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

﴿۱﴾

اِنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا (مشکوٰۃ)

ترجمہ:- آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر مجدد دین بھیجتا رہے گا جو اس کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے۔

﴿۲﴾

اِفْتَرَقَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَةً۔ قَالُوْا مَنْ هُمْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ اَلَا وَهِیَ الْجَمَاعَةُ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ:- آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ اور یہ سارے فرقے ناری اور جہنمی ہوں گے سوائے ایک فرقہ کے صحابہ کرامؓ نے پوچھا یارسول اللہ! یہ ناجی فرقہ والے کون لوگ ہوں گے؟ تو فرمایا جو میرے اور میرے صحابہؓ کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں گے اور فرمایا یہ فرقہ ایک جماعت ہوگی۔

﴿۳﴾

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَضَتْ اَلْفٌ وَّمِائَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ سَنَةً یَبْعَثُ اللّٰهُ الْمَهْدِیَّ۔ (النجم الثاقب جلد ۲ صفحہ: ۲۰۹)

ترجمہ:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک ہزار دو سو چالیس سال گزر جائیں گے تو اللہ مہدی کو مبعوث فرمائے گا۔

﴿۴﴾

مَنْ لَّمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً۔

ترجمہ:- جس نے اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا۔

اپنی صداقت کے متعلق

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے حلفیہ اعلانات

"مجھے خداتعالیٰ کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حکم ہوں۔" (اربعین ۱)

"میرا اس زمانہ میں خداتعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے نہیں بلکہ مسلمانوں اور

باقی صفحہ (2) پر ملاحظہ فرمائیں

بیت اللہ شریف اور میدان عرفات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی درد انگیز دعا

۱۸۸۵ء کے اوائل میں حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اجازت سے جب سفر حج پر روانہ ہونے لگے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے قلم سے انہیں ایک درد انگیز دعا تحریر فرمائی اور لکھا اس عاجز ناکارہ کی ایک عاجزانہ التماس یاد رکھیں کہ جب آپ کو بیت اللہ کی زیارت بفضل اللہ تعالیٰ نصیب ہو۔ تو اس مقام محمود مبارک کی انہیں لفظوں سے مسکنت اور غربت کے ہاتھ بحضور دل اٹھا کر گزارش کریں" نیز یہ ہدایت فرمائی کہ "آپ پر فرض ہے کہ انہیں الفاظ سے بلا تبدیل و تغیر بیت اللہ میں حضرت ارحم الراحمین میں اس عاجز کی طرف سے دعا کریں۔" چنانچہ حضرت صوفی صاحب نے حضرت کے ارشاد کی تعمیل میں یہ دعا بیت اللہ شریف میں بھی اور پھر ۹ ذی الحجہ ۱۳۰۲ھ کو (بمطابق ۱۹ ستمبر ۱۸۸۵ء) میدان عرفات میں بھی پڑھی۔ آپ کے پیچھے اس وقت ان کے ۲۰-۲۲ خدام اور عقیدت مند تھے جن میں حضرت شہزادہ عبدالمجید صاحب مبلغ ایران حضرت خان صاحب محمد امیر خان صاحب اور حضرت قاضی زین العابدین صاحب سرہندی اور حضرت صوفی صاحبؓ کے فرزند حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب بھی شامل تھے۔ صوفی صاحبؓ میدان عرفات میں حضرت مسیح موعودؑ کا مکتوب مبارک ہاتھ میں لئے کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا میں یہ خط بلند آواز سے پڑھتا ہوں۔ تم سب آمین کہتے جاؤ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس تاریخی دعا کے الفاظ یہ تھے۔

"اے ارحم الراحمین ایک تیرا بندہ عاجز اور ناکارہ پر خطا اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے اس کی یہ عرض ہے کہ اے ارحم الراحمین تو مجھ سے راضی ہو اور میری خطیات اور گناہوں کو بخش کہ تو غفور و رحیم ہے اور مجھ سے وہ کام کرا جس سے تو بہت ہی راضی ہو جائے مجھ میں میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دوری ڈال اور میری زندگی اور میری موت اور میری ہر یک قوت اور جو مجھے حاصل ہے اپنی ہی راہ میں کر اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار اور اپنے ہی کامل متبعین میں مجھے اٹھا۔ اے ارحم الراحمین جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک پہنچا اور اس عاجز کے ہاتھ سے حجت اسلام مخالفین پر اور ان سب پر جو اب تک اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر اور اس عاجز اور اس عاجز کے تمام دوستوں اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کی نظر سے اپنے ظل حمایت میں رکھ کر دین و دنیا میں آپ ان کا متکفل اور متولی ہو جا اور سب کو اپنی دار الرضاء میں پہنچا اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی آل اور اصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام و برکات نازل کر۔ آمین یارب العالمین۔" (تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ: ۸۱ تا ۸۳)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَبّیکَ اَللّٰھُمَّ لبّیک !

جن دنوں یہ شمارہ ہمارے قارئین کے ہاتھوں میں ہوگا۔ حجاج کرام مکہ معظمہ میں طواف بیت اللہ، سعی صفا مروہ اور منیٰ میں رمی الجمار اور عرفات میں خطبہ حج اور نوافل کی ادئیگی وغیرہ ارکان میں مصروف ہونے کے بعد زیارت غار حراء اور پھر مدینہ منورہ میں زیارت روضہ اطہر اور زیارت غار ثور و دیگر شعائر اللہ کی زیارتوں سے اپنے ایمانوں کو تازگی بخش رہے ہونگے۔

حج کے مقدس فریضہ کو چودہ سو سال ہو چکے ہیں کہ مسلمان سرور کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے عظام و صحابہ کرام کے بعد ہر سال نسلاً بعد نسلٍ اس مقدس فریضہ کی انجام دہی نہایت، محبت اخلاص اور للّٰہیت کے جذبوں کے تحت سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں۔

قرآن مجید میں فرمان الٰہی ہے

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِی بِبَکَّۃَ مُبَارَکاً وھدیً لِّلْعٰلَمِین۔

فِیْہِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرَاھِیْمَ و من دخلہ کان اٰمنا وللّٰہِ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً ومن کفر فان اللہ غنی عن العٰلمین (آل عمران: ۹۸-۹۷)

یعنی سب سے پہلا گھر جو عام لوگوں کے فائدہ کیلئے بنایا گیا ہے وہ ہے جو بکہ (یعنی مکہ) میں جو برکت دیا گیا ہے اور تمام جہانوں کیلئے ہدایت کا موجب ہے اس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں مقام ابراہیم ہے۔ جو اس میں داخل ہوگا وہ امن میں آجائے گا اور لوگوں کیلئے جن کو توفیق سفر ہو بیت اللہ کا حج اللہ کیلئے فرض ہے اور جو ناشکری کرے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ تمام دنیا سے بے نیاز ہے۔

حج کی آفاقیت اور اس کی برکات کے ذکر کے ساتھ ساتھ حاجی کیلئے جن شرائط کا ذکر قرآن مجید نے کیا ہے وہ اس طرح ہیں:

الحج اشھر معلومٰت فمن فرض فیھن الحج فلارفث ولا فسوق ولاجدال فی الحج وما تفعلوا من خیر یعلمہُ اللہ (البقرہ: ۱۹۸)

یعنی حج کے مہینے معلوم و مشہور ہیں جن پر ان مہینوں میں حج فرض ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ ایام حج میں نہ تو کوئی شہوت کی بات کرے نہ احکام خداوندی کی نافرمانی کرے اور نہ جھگڑا و فساد کرے۔

اگر کوئی انسان حج کی نیت سے گھر سے سفر شروع کردے اور اس کو حج سے روک دیا جائے جس طرح ان دنوں بعض دفعہ بعض مذہبی ٹھیکیدار بالخصوص پاکستان میں احمدیوں کے ساتھ سلوک کرتے ہیں۔ تو ان کے متعلق ارشاد خداوندی ہے کہ:

"واتموا الحج والعمرۃ للہ فان احصرتم فما استیسر من الہدی ولا تحلقوا رءوسکم حتی یبلغ الہدی محلّہ۔ (البقرہ: ۱۹۷)

یعنی حج اور عمرہ کو محض اللہ کیلئے پورا کرو اور اگر تم کسی وجہ سے روکے جاؤ تو جو قربانی ملے اسے ذبح کردو اور جب تک قربانی اپنے مقام تک نہ پہنچ جائے اپنے سر نہ مونڈو۔

احادیث میں حج کے فضائل بیان کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

عن ابی ھریرۃ قال سُئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای الاعمال افضل قال ایمان باللہ ورسولہ قیل ثم ماذا قال جھادٌ فی سبیل اللہ قیل ثُمَّ ماذا قال حجٌّ مبرورٌ (بخاری کتاب المناسک باب فضل الحج المبرور)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کون سا عمل افضل ہے فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا کہا گیا پھر فرمایا خدا کی راہ میں جہاد عرض کیا گیا اس کے بعد فرمایا۔ حج مبرور یعنی وہ حج جو خدا کی راہ میں مقبول ہو۔

ایک اور حدیث مبارک میں یوں درج ہے:

....قال سمعت اباھریرۃ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقولُ من حجَّ لِلّٰہِ فلم یرفُثْ ولم یفسق رجع کیوم ولدَتہُ اُمُّہٗ۔ (بخاری کتاب المناسک باب فضل الحج المبرور)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جس نے اللہ کی خاطر حج کیا اور پھر کسی فحش بات کا مرتکب نہیں ہوا اور نہ قربانی کی تو وہ حج سے اس دن کی طرح لوٹے گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ یعنی جس طرح اس روز گناہوں سے پاک و صاف تھا اُسی طرح حج سے لوٹنے کے بعد گناہوں سے پاک و صاف ہوگا۔

محض اللہ کی خاطر کئے گئے حج کے بعد خدا کی طرف سے سابقہ گناہوں کی معافی دراصل اس لئے ہے کہ حج ایک عاشقانہ عبادت ہے۔ جس کے تمام ارکان بندۂ خدا کی جانب سے نہایت عاشقانہ انداز میں ادا کئے جاتے ہیں۔ امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حج کی اس فلاسفی کو یوں بیان فرماتے ہیں:

"محبت کے عالم میں انسانی روح ہر وقت اپنے محبوب کے گرد گھومتی ہے اور اس کے آستانہ کو بوسہ دیتی ہے ایسا ہی خانہ کعبہ جسمانی طور پر محبانِ صادق کیلئے ایک نمونہ دیا گیا ہے اور خدا نے فرمایا کہ دیکھو یہ میرا گھر ہے اور حجر اسود میرے آستانہ کا پتھر ہے اور ایسا حکم اس لئے دیا کہ تا انسان جسمانی طور پر اپنے ولولہ عشق اور محبت کو ظاہر کرے سو حج کرنے والے حج کے مقام میں جسمانی طور پر اس کے گرد گھومتے ہیں۔ ایسی صورتیں بنا کر گویا خدا کی محبت میں دیوانہ اور مست ہیں۔ زینت دُور کر دیتے ہیں۔ سر منڈوا دیتے ہیں اور مجذوبوں کی شکل بنا کر اس کے گرد عاشقانہ طواف کرتے ہیں اور اس پتھر کو خدا کے آستانہ کا پتھر تصور کر کے بوسہ دیتے ہیں اور یہ جسمانی ولولہ روحانی تپش اور محبت کو پیدا کر دیتا ہے اور جسم اس کے گھر کے گرد طواف کرتا ہے اور سنگ آستانہ کو چومتا ہے اور رُوح اس وقت محبوب حقیقی کے گرد طواف کرتی ہے اور اس کے روحانی آستانہ کو چومتی ہے اور اس طریق میں کوئی شرک نہیں ایک دوست جانی کا خط پا کر اس کو چومتا ہے"۔

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۱۰۰)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حرمین شریفین سے اس قدر شدید محبت تھی کہ ایک دفعہ ایام حج میں آپ کے گھر میں جب حج کیلئے جانے کا ذکر ہوا تو زیارت حرمین شریفین کے تصور سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں اور آپ اپنے ہاتھ کی اُنگلی سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے۔

"یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر مَیں سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا"۔ (سیرت طیبہ مع ضمیمہ درّ منثور تقریر حضرت مرزا بشیر احمد ایم-اے مدّظلہ العالی بر موقعہ جلسہ سالانہ دسمبر ۶۰ صفحہ ۳۷-۳۸)

اسی شمارہ کے صفحہ اوّل پر قارئین سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وہ دُعا پڑھ چکے ہونگے جو آپ نے حضرت صوفی احمد جان صاحب رضی اللہ عنہ کو لکھ کر دی تھی اور ان کو تاکید فرمائی تھی کہ جب بیت اللہ شریف کی زیارت نصیب ہو تو اُنہی معینہ الفاظ میں دُعا کریں۔

اب پھر حج کا مبارک زمانہ ہے اور یہ اس صدی کا سب سے آخری حج ہوگا۔ لاکھوں کی تعداد میں زائرین دیوانہ وار خدا کے دربار میں پہنچ چکے ہیں جن میں یقیناً ہزاروں احمدی بھی شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہم سب کو حقیقی حج عطا فرمائے اور بیت اللہ شریف کی اس آیت کی حقیقت کے نتائج سے بہرہ ور فرمائے جو قرآن مجید میں بیت اللہ شریف کی زیارت میں "الناس" کیلئے مقدر فرمائے گئے ہیں۔

آیئے! ہم بھی حج کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ ان عاشقانہ الفاظ کو دُہرائیں۔

لبیک اللّٰھم لبیک۔ لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد و النعمۃ لک الملک لک لاشریک لک

میں حاضر ہوں! اے اللہ میں حاضر ہوں! میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں! مَیں حاضر ہوں! حمد و ثنا کا تو ہی مستحق ہے! حقیقی بادشاہت تیری ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔

(منیر احمد خادم)

بقیہ صفحہ (۱)

ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے۔ اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں۔ اور میں (عرصہ بیس برس یا کچھ زیادہ برسوں سے) اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کو دور کرنے کے لئے جن سے زمین پر ہو گئی ہے جیسا کہ میں مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین اور آسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے۔ اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ: ۳۳)

"جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔"

(کتاب البریہ صفحہ: ۱۶۸ حاشیہ)

"میرے ہی زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں کسوف خسوف ہوا۔ میرے ہی زمانہ میں ملک پر موافق احادیث صحیحہ اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں کے طاعون آئی اور میرے ہی زمانہ میں نئی سواری یعنی ریل جاری ہوئی اور میرے ہی زمانہ میں میری پیشگوئیوں کے مطابق خوفناک زلزلے آئے۔ تو پھر کیا تقویٰ کا مقتضا نہ تھا کہ میری تکذیب پر دلیری نہ کی جاتی؟ دیکھو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہزاروں نشان میری تصدیق کے ظاہر ہوئے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔ اور آئندہ ہوں گے۔ اگر یہ انسان کا منصوبہ ہوتا تو اس قدر تائید و نصرت اس کی ہرگز نہ ہوتی۔"

(حقیقۃ الوحی)

"اور میں بھی خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نبیوں نے وعدہ کیا ہے۔ میری نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت توریت اور انجیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے کہ اس وقت آسمان پر خسوف کسوف ہوگا اور زمین پر سخت طاعون پڑے گی۔" (دافع البلاء صفحہ ۱۸)... مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے۔ اور اس وقت ظاہر کیا ہے جبکہ مولویوں نے میرا نام دجال اور کذاب اور کافر بلکہ اکفر رکھا تھا۔ یہ وہی نشان ہے جس کی نسبت آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں وعدہ دیا گیا تھا... غرض میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ نشان میری تصدیق کے لئے ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۳-۵۴)

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی بعثت کی غرض۔ آپکے الفاظ میں

"یہ عاجز تو محض اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچادے کہ دنیا کے مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خداتعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے۔ اور دار النجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔" (حجۃ الاسلام صفحہ:۱۲)

☆☆☆☆☆

"اے تمام وہ لوگو! جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو! جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفی ﷺ ہے۔" (تریاق القلوب صفحہ:۱۳)

☆☆☆☆☆

"مجھے خداتعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تاکہ میں اس پر آشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں۔ اور ان تمام دشمنوں کی جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔" (برکات الدعا صفحہ:۳۴)

☆☆☆☆☆

"اس نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اسلام کو براہین اور حجج ساطعہ کے ساتھ تمام ملتوں اور مذہبوں پر غالب کر کے دکھاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک زمانہ میں چاہا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔ اب کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ:۴۳۲)

☆☆☆☆☆

"خداوند تعالیٰ نے اس احقر عباد کو اس زمانہ میں پیدا کر کے اور صدہا نشان آسمانی اور خوارق غیبی اور معارف و حقائق مرحمت فرما کر اور صدہا دلائل عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیمات حقہ قرآنی کو ہر قوم اور ہر ملک میں شائع اور رائج فرماوے اور اپنی حجت اُن پر پوری کرے۔" (براہین احمدیہ صفحہ:۵۹۶)

☆☆☆☆☆

"زندہ مذہب وہ ہے جس کے ذریعہ سے زندہ خدا ملے۔ زندہ خدا وہ ہے جو ہمیں بلاواسطہ ملہم کر سکے اور کم سے کم یہ کہ ہم بلاواسطہ ملہم کو دیکھ سکیں۔ سو میں تمام دنیا کو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے۔"
(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ:۳۱۱)

☆☆☆☆☆

"میں صرف اسلام کو سچا مذہب سمجھتا ہوں اور... میں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے ماننے سے نور کے چشمے میرے اندر بہہ رہے ہیں۔ اور محض محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے وہ اعلیٰ مرتبہ مکالمہ الٰہیہ اور اجابت دعاؤں کا مجھے حاصل ہوا ہے جو کہ بجز سچے نبی کے پیرو کے اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکے گا... اور مجھے دکھلایا اور بتلایا گیا اور سمجھایا گیا ہے کہ دنیا میں فقط اسلام ہی حق ہے اور میرے پر ظاہر کیا گیا کہ یہ سب کچھ بہ برکت پیروی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو ملا ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ:۲۷۵)

☆☆☆☆☆

"صراط مستقیم فقط دین اسلام ہے۔ اور اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفی ﷺ جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں۔ جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اٹھتے ہیں۔ اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے۔"
(براہین احمدیہ جلد ۴ صفحہ:۵۵۷)

☆☆☆☆☆

پیغام کا خلاصہ

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا... اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ:۶۹)

☆☆☆☆☆

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسلم مشاہیر کی نظر میں

فرقہ اہل حدیث کے مشہور لیڈر مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے حضرت بانی جماعت احمدیہؑ کی کتاب "براہین احمدیہ" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی... اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی جاتی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک کتاب بتادے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ و برہمو سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشاندہی کر لے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑہ اٹھالیا ہو۔" (رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۷ نمبر ۶ صفحہ:۱۶۹)

نور محمد صاحب نقشبندی

قرآن شریف ترجمہ از حضرت شاہ رفیع الدین صاحب و مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مطبوعہ ۱۹۳۴ء دہلی کے صفحہ ۳۰ پر لکھا ہے:

"اسی زمانہ میں پادری لفرائے پادریوں کی ایک بڑی جماعت لے کر اور حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنالوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے روپیہ کی بہت بڑی مدد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا۔ اسلام کی سیرت و احکام پر اس کا حملہ ہوا تو وہ ناکام ثابت ہوا... مگر حضرت عیسیٰ کے آسمان پر بجسم خاکی زندہ ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لئے اس کے خیال میں کارگر ہوا۔ تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہو گئے اور لفرائے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو کر دفن ہو چکے ہیں۔ اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں۔ پس اگر تم سعادتمند ہو تو مجھ کو قبول کر لو۔ اس ترکیب سے اس نے لفرائے کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کا اپنا پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا۔ اور اس ترکیب سے اُس نے ہندوستان سے لے کر ولایت کے پادریوں کو شکست دی۔"

مشہور مفسر، صحافی اور ماہر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد صاحب

"ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جاوے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے... مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا۔ اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور جماعت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔" (اخبار ملت لاہور ۷ جنوری ۱۹۱۱ء)

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف

"حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی حق پر ہیں اور اپنے دعویٰ میں راستباز اور صادق ہیں اور آٹھوں پہر اللہ تعالیٰ حق سبحانہ کی عبادت میں مستغرق رہتے ہیں اور اسلام کی ترقی اور دینی اموز کی سربلندی کے لئے دل و جان سے کوشاں ہیں۔ میں ان میں کوئی مذموم اور قبیح چیز نہیں دیکھتا۔ اگر انہوں نے مہدی اور عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو یہ بھی ایسی بات ہے جو جائز ہے۔" (اشارات فریدی جلد ۳ صفحہ:۷۹ ترجمہ از فارسی)

چوہدری افضل حق صاحب مفکر احرار

"مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی۔ ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اُٹھا۔ ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے بڑھا... اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے بلکہ دنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے۔" (فتنہ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں صفحہ:۱۲۴)

ایڈیٹر کرزن گزٹ، دہلی مرزا حیرت دہلوی صاحب

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا۔ اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔" (سلسلہ احمدیہ صفحہ:۱۸۹)

مدیر سیاست مولانا سید حبیب صاحب

"اس وقت کہ آریہ اور مسیحی مبلغ اسلام پر بے پناہ حملے کر رہے تھے اکے دکے جو عالم دین بھی کہیں موجود تھے وہ ناموس شریعت حقہ کے تحفظ میں مصروف ہو گئے مگر کوئی زیادہ کامیاب نہ ہوا اس وقت مرزا غلام احمد صاحب میدان میں اترے اور انہوں نے مسیحی پادریوں اور آریہ اُپدیشکوں کے مقابلہ میں اسلام کی طرف سے سینہ سپر ہونے کا تہیہ کر لیا... مجھے یہ کہنے میں ذرا باک نہیں کہ مرزا صاحب نے اس فرض کو نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے ادا کیا اور مخالفین اسلام کے دانت کھٹے کر دیئے۔" (تحریک قادیان صفحہ:۲۰۸)

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جس لیلۃ القدر کو لے کر آئے تھے اس کے ساتھ سارا زمانہ قیامت تک کے لئے روشن ہو گیا اور آپ ہی کی لیلۃ القدر ہے جس کی برکت سے اب توحید کی طرف دنیا متوجہ ہو رہی ہے

بہت سی ایسی برکتیں ہیں جو اس سال کے ساتھ وابستہ ہو چکی ہیں۔ خدا کرے کہ وہ برکتیں ساری جماعت کو نصیب ہوں اور غیر معمولی طور پر خدا تعالیٰ کی تقدیر ہمارے حق میں اور دنیا کے حق میں کار فرما ہو

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۳۱؍ دسمبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۳۱؍ فتح ۱۳۷۸ء ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ . وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ. لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ . تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ. سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾۔(سورة القدر)

یقیناً ہم نے اسے قدر کی رات میں اتارا۔ اس سے مراد قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دونوں ہو سکتے ہیں۔ اور دونوں ہی ہیں۔ اور تجھے کیا سمجھائے کہ قدر کی رات کیا ہے۔ قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ بکثرت نازل ہوتے ہیں اس میں فرشتے اور روح القدس اپنے رب کے حکم سے، ہر معاملہ میں سلام ہے یہ (سلسلہ) طلوع فجر تک جاری رہتا ہے۔

ان آیات کریمہ کا ترجمہ مشکل ترجمہ ہے کیونکہ کئی پہلو اس میں تھوڑے سے الفاظ میں بیان ہو چکے ہیں اس لئے تفصیل میں جا کر تو بات کھل جائے گی مگر اس وقت جو ترجمہ پڑھا گیا ہے اس میں کسی آیت کا حصہ پہلے بیان ہوا ہے اس کے بعد کا حصہ دوسری آیت کے شروع میں بیان ہوا ہے اور اس میں بہت سی حکمتیں ہیں۔ بہر حال جو سیدھا ترجمہ اس کا صاف لفظوں میں ہو سکتا تھا وہ میں نے آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

اس سلسلے میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بعض احادیث ہیں ان کے حوالے سے میں اس مضمون کو مزید کھولتا ہوں۔ کیونکہ یہ دعا کے دن ہیں اور خاص طور پر لیلۃ القدر کے امکان کی وجہ سے بہت زیادہ دعاؤں کی طرف توجہ مائل ہوتی ہے۔ پہلی حدیث دعا ہی سے متعلق لی گئی ہے۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ معزز اور کوئی چیز نہیں۔(سنن ابن ماجه ، كتاب الدعاء)۔ اللہ کے نزدیک معزز سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی قدر کرتا ہے۔ دعا کی طرف جھکتا ہے، ورنہ خدا کے نزدیک تو کوئی چیز بھی معزز ان معنوں میں نہیں کہ خدا سے بلند تر ہو بلکہ خدا کے نزدیک معزز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دعاؤں پر جھکتا ہے اور ان کو قبول فرماتا ہے۔

مسلم کتاب الذکر میں یہ حدیث ہے۔ ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بندے کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی ہے جب تک وہ کسی دعا کے ساتھ گناہ یا قطع رحمی کا ارتکاب نہ کرے“۔

اب یہ بہت ہی ضروری پہلو ہے جس کو لوگ دعا کے وقت نظر انداز کر دیتے ہیں۔ دعائیں خواہ کتنی ہی مانگیں لیکن اگر قطع رحمی کریں، جہاں خدا نے رحموں کو جوڑنے کا حکم دیا ہے ان کے رشتہ داروں کا خیال رکھنے کا حکم دیا ہے اگر وہ قطع رحمی سے کام لیتے چلے جاتے ہیں اور گناہوں سے باز نہیں آتے تو پھر اس دعا کا کوئی فائدہ نہیں۔

پھر فرمایا ”اور جب تک جلد بازی سے کام نہ لے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! جلد بازی سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہ کہتا ہے کہ مَیں نے بار بار دعا کی مگر مَیں نے اس کی قبولیت کی کوئی علامت نہیں دیکھی۔ اس پر وہ تھک کر دعا چھوڑ دیتا ہے۔(مسلم كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار)۔

تو مراد یہ ہے کہ یہ لوگ جو نہ گناہوں سے باز آتے ہیں، نہ قطع رحمی سے باز آتے ہیں، وہ دعا کے بارے میں بھی بالآخر مایوس ہو جاتے ہیں کیونکہ بار بار دعا کے نتیجہ میں ان کو کوئی جواب نہیں ملتا تو پھر یہی کہتے ہیں کہ ہم نے تو کوئی بھی قبولیت نہیں دیکھی۔ پس ایسا شخص تھک کر دعا کو چھوڑ ہی دیتا ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آخری عشرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم عبادت کے لئے اتنی کوشش فرماتے تھے جو اس کے علاوہ دیکھنے میں نہیں آتی تھی۔(صحيح مسلم كتاب الاعتكاف باب الاجتهاد فى العشر الاواخر من شهر رمضان)۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا قیام و سجود تو ہمیشہ بہت لمبے عرصہ تک خدا کے حضور گریہ وزاری میں صرف ہوتا تھا اور یہ عام دنوں کی بھی حالت ہے مگر رمضان کے آخری عشرہ میں تو خصوصیت سے غیر معمولی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دعاؤں اور گریہ وزاری میں مصروف رہتے۔ بعض دفعہ ساری ساری رات کھڑے رہتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے خود حکماً آپ کو فرمایا کہ بس اتنا زیادہ نہ کر۔ دن اور رات بدلتے رہتے ہیں کہیں چھوٹے ہوتے ہیں کہیں زیادہ ہوتے ہیں اس لئے ایسی بات نہ کر جس سے صحابہ کو بھی پھر مشکل پڑ جائے اور آئندہ اس کو نبھا نہ سکیں۔ تو اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی راتوں کی عبادت کو جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا نسبتاً چھوٹا کر دیا مگر وہ چھوٹا ہونا بھی بہت لمبا ہوا کرتا تھا۔ ہمارے ہاں چھوٹے کا اور تصور ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نمازیں چھوٹی کرنے سے مراد کچھ اور ہی ہے یعنی رات کا تیسرا حصہ بھی اگر یا نصف حصہ بھی انسان رات کو گریہ وزاری میں گزارے تو پھر اسے سمجھ آسکتی ہے کہ یہ کیا چیز ہے ورنہ دور بیٹھے نظارہ کرنے سے کچھ سمجھ نہیں آتی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے متعلق آخری عشرہ کے متعلق حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ کمر ہمت کس لیا کرتے تھے اور بے انتہاء عبادت کرتے تھے۔(مسند احمد بن حنبل باقى الانصار)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ”عمل کے لحاظ سے اِن دس دنوں یعنی آخری عشرہ سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے نزدیک عظمت والے اور محبوب کوئی اَور دن نہیں ہیں۔ پس ان ایام میں تہلیل، لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه بکثرت پڑھا جائے، تکبیر یعنی اَللّٰه اکبر، اَللّٰه اکبر بکثرت پڑھا جائے اور تحمید یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰه بکثرت پڑھنی چاہئے۔(مسند احمد بن حنبل جلد ٢ صفحه ٧٥ مطبوعه بيروت)

بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دیدی۔ پھر آپؐ کے بعد آپؐ کی ازواج مطہرات بھی اعتکاف بیٹھتی رہیں۔(بخاری كتاب الاعتكاف ، باب الاعتكاف فى العشر الاواخر)۔

پس مبارک ہو معتکفین .کہ جو اس سنت پر عمل کر رہے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جو کوشش کرتے ہیں کہ پھر زندگی بھر اعتکاف بیٹھتے رہیں۔

مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا۔ آپؐ کے لئے کھجور کی خشک شاخوں کا حجرہ بنایا گیا۔ ایک دن آپ نے باہر جھانکتے ہوئے فرمایا نمازی اپنے رب سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کو سنانے کے لئے قرآن بالجہر نہ پڑھیں“۔(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۶۷ مطبوعہ بیروت)

’ایک دوسرے کو سنانے‘ سے مراد ضروری نہیں کہ نیت میں یہ ہو کہ ہم دوسروں کو سنائیں بلکہ بعض لوگ عادتاً بھی کچھ اونچی آواز سے پڑھتے ہیں جبکہ معتکفین ساتھ جو ہیں اس میں ان کی توجہ بٹ جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تو مسجد نبوی بہت کھلی تھی اور جس طرح یہاں مسجد میں معتکفین کی وجہ سے غیر معمولی ہنگامہ سا ہو جاتا ہے اس زمانے میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد نبوی میں یہ بات نہیں تھی بلکہ بہت کھلی مسجد تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا حجرہ بھی الگ بنایا گیا تھا باقیوں سے ہٹ کر لیکن اس کے باوجود آپؐ نے لوگوں کی آوازیں سنی ہونگی گریہ وزاری کی اور تلاوت وغیرہ کی جس پر آپؐ نے باہر نکل کے فرمایا کہ دیکھو اپنے رب سے راز و نیاز تو کرو مگر سناؤ نہیں لوگوں کو کیونکہ اس سے ان کی توجہ بٹ جاتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے۔ یہ متفق علیہ ہے بخاری اور مسلم دونوں میں یہ روایت درج ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضور ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔ تو یہاں آخری عشرے کی بات ہو رہی ہے لیکن مختلف روایات کے نتیجے میں پتہ لگتا ہے کہ آخری عشرے کے آخری حصہ کی طرف رسول اللہ ﷺ کی زیادہ توجہ تھی یعنی آخری سات دن جو ہیں ان میں لیلۃ القدر کی تلاش کی طرف زیادہ متوجہ رہتے تھے کیونکہ صحابہ کا بھی یہی تجربہ تھا۔

چنانچہ اس تجربے کے متعلق ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے کچھ صحابہؓ کو خواب میں لیلۃ القدر رمضان کے آخری سات دنوں میں دکھائی گئی۔ اور ان سب کا اتفاق ہو گیا یعنی سب نے خواب دیکھی کہ رمضان کے آخری سات دنوں میں لیلۃ القدر ہو گی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے خواب رمضان کے آخری سات دنوں پر متفق ہیں اس لیے جو شخص لیلۃ القدر کی تلاش کرنا چاہے وہ اسے رمضان کے آخری سات دنوں میں تلاش کرے۔(بخاری کتاب الصوم باب التمسوا لیلۃ القدر فی السبع الاواخر)

اب چونکہ سب صحابہ کا اُس سال کا یہی اتفاق تھا یعنی اس بات پہ متفق ہو گئے تھے جو اپنی خوابوں کی بنا پر متفق ہوئے تھے کہ آخری سات دنوں میں ہی ہو گی تو ممکن ہے کہ آخری عشرہ میں پہلے بھی ہو سکتی ہو مگر اُس سال خاص طور پر آخری سات دنوں کے متعلق ہوا ہو گا۔

مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے لیلۃ القدر کے بارہ میں فرمایا کہ یہ ستائیسویں (۲۷ویں) یا انتیسویں (۲۹ویں) رات ہے۔(مسند احمد بن حنبل باقی مسند المکثرین)

پس مختلف سالوں میں، مختلف دنوں میں خاص طور پر لیلۃ القدر کی خوشخبری دی گئی ہے اس لئے تلاش سارے عشرے میں ہی کرنی چاہئے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ کسی سال کے کون سے عشرہ کا کونسا دن ہے جو لیلۃ القدر کی رات کا دن ہے اس لئے ستائیسویں یا انتیسویں کا بھی حکم ہے لیکن یہ خیال دل سے نکال دیں کہ صرف ستائیسویں یا انتیسویں کو اٹھیں گے تو آپ کو لیلۃ القدر نصیب ہو جائے گی۔ لیلۃ القدر عشرہ میں کسی وقت بھی ہو سکتی ہے اور ۲۷ر، ۲۹ر کا انتظار نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں جس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے اس سال ضرور ۲۷ر یا ۲۹ر کی خوشخبری ہو گی۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو رمضان المبارک میں لیلۃ القدر کی رات ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے نفس کے محاسبہ کی خاطر عبادت کرے تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔(صحیح مسلم کتاب صلوۃ المسافرین۔ باب الترغیب فی قیام رمضان)

شرطیں ایسی ہیں جن کو خاص طور پر ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ لیلۃ القدر کی رات ایمان کی حالت میں اور خالصتاً ثواب کی نیت سے، نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے یعنی اپنے نفس پر غور کرتا رہے کہ میں نے کیا کیا گناہ کئے ہیں کیا کیا خرابیاں میرے نفس میں ابھی تک موجود ہیں، کون سے داغ ہیں جن کو مٹانے میں میں کامیاب ہو چکا ہوں۔ کون سے داغ ہیں جو ابھی چمٹے ہوئے ہیں اور باقی رہ گئے ہیں۔ یہ سب محاسبہ کے اندر باتیں آتی ہیں۔ تو جو محاسبہ کی نیت سے اٹھتا ہے اور دعائیں کرتا ہے اس کی لیلۃ القدر میں اس کے پچھلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔

ترمذی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پوچھا اے اللہ کے رسول! آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ کونسی رات ”لیلۃ القدر“ ہے تو میں اس میں کیا دعا مانگوں؟۔ آپؐ نے فرمایا تم یوں دعا کرنا اے میرے خدا تُو بخشنے والا ہے اور بخشش کو پسند کرتا ہے، مجھے بخش دے اور میرے گناہ معاف کردے۔ مختصر اصل الفاظ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اور وہ یاد کرنا کوئی مشکل نہیں۔ انہی الفاظ میں دعا زیادہ بہتر ہے۔ ”اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی۔ اِنَّکَ عَفُوٌّ تو مجسم عفو ہے کریم ہے، بہت معزز ہے تُحِبُّ الْعَفْوَ، عفو کو پسند فرماتا ہے فَاعْفُ عَنِّی پس مجھ سے بھی درگزر فرما۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

سنن ابی داؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ معتکف کے لئے سنت ہے کہ نہ تو وہ مریض کی عیادت کرنے کے لئے جائے، نہ ہی جنازہ کے ساتھ جائے۔ اب یہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ جنازہ کے ساتھ جانا، نامناسب اور ناجائز ہے مگر اگر جنازہ یہاں آیا ہو اور معتکف اس میں شامل ہو جائے تو وہ اور بات ہے۔ لیکن مراد یہ ہے کہ قبرستان جانا معتکف کے لئے جائز نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی عورت سے مساس کرے اور نہ ہی اس سے ازدواجی تعلقات قائم رکھے۔ صرف حوائج ضروریہ کے لئے نکلے۔ اور اعتکاف روزے کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ بعض لوگ جو روزہ نہیں رکھ سکتے اور بعض خواتین نہیں رکھ سکتیں ان کے لئے اس حالت میں اعتکاف کرنا جائز نہیں ہے۔ اور پھر فرمایا نہ ہی اعتکاف جامع مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ ہو سکتا ہے۔(سنن ابی داؤد کتاب الصوم)۔ تو یہاں جامع مسجد سے مراد ہر جگہ کی جامع مسجد ہے ورنہ یہاں اگر لندن میں کہا جائے کہ یہیں اسی مسجد کو جامع مسجد قرار دیا جائے اور سارے انگلستان سے یا سارے لندن سے ہی لوگ اکٹھے ہوں تو یہ ممکن نہیں ہے۔ چھوٹی سی جگہ میں اتنے لوگ سمیٹے جا ہی نہیں سکتے۔ تو جامع مسجد سے مراد اُس زمانے کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مسجد تھی جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اور نماز پڑھایا کرتے تھے۔ باقی مساجد میں مدینے میں اس مسجد کو چھوڑ کر اپنا الگ اعتکاف بیٹھنا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب اعتکاف فرماتے تو اپنا سر میرے قریب کر دیتے تو میں آپ کو کنگھی کر دیتی۔ اور آپؐ گھر صرف حوائج ضروریہ کے لئے آتے۔(صحیح مسلم کتاب الحیض)۔

اب جو پہلی حدیث میں لمس تھا کہ عورت کی لمس، اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ پاک وصاف نیت کے ساتھ اگر عورت، بیوی سر کو ہاتھ لگادے تو یہ بھی لمس میں آئے گا اور یہ منع ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو بات کر رہی ہیں مسجد نبوی کے ساتھ ہی آپ کے گھر تھے اور کھڑکیاں گھروں میں کھلتی تھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم چونکہ بالوں کی صفائی اور کنگھی وغیرہ کرنے کو پسند فرماتے تھے اس لئے کھڑکی میں سے سر باہر نکالتے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی حالت میں آپ کی کنگھی کر کے آپ کو جیسا کہ آپ کی مرضی تھی تیار کر دیا کرتی تھیں۔ تو یہاں لمس سے غلط فہمی نہ ہو۔ یہ لمس مراد نہیں ہے کہ یہ لمس بھی نعوذ باللہ من ذالک گناہ ہے یا اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اس سے۔ ہاں حوائج ضروریہ کے لئے صرف گھر جایا کرتے تھے اور اس میں بھی یہ نہیں کہ حوائج ضروریہ کے لئے جائیں تو باقی باتیں شروع ہو جائیں۔ صرف اپنے کام سے کام ہوتا تھا حوائج ضروریہ سے فارغ ہو کر پھر واپس تشریف لے آیا کرتے تھے۔

یہ تو وہ احادیث نبویہ ہیں جن میں لیلۃ القدر کی بہت حد تک تشریح موجود ہے۔ لیلۃ القدر کے متعلق جو یہ فرمایا گیا ہے کہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہزار مہینے کتنے سال بنتے ہیں۔ اسّی سال سے اوپر دو مہینے۔ تو ساری عمر ہے ایک انسان کی۔ عمر طبعی عام طور پر اوسطاً اس سے زیادہ نہیں ہوتی۔ بہت بڑی عمر ہے اسّی سال اور دو مہینے۔ تو اگر لیلۃ القدر کی ایک رات کسی کو نصیب ہو جائے تو اسّی سال کے بڈھے کے لئے وہ ایک ہی رات بہت ہے۔ مراد یہ ہے کہ اسّی سال کا بڈھا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ایک انسان کی عمر جب اسّی سال تک پہنچ جائے تو پوری عمر بن جاتی ہے۔ تو اگر جوانی میں یہ لیلۃ القدر نصیب ہو جائے تو اس ساری عمر سے زیادہ ہے وہ ایک رات۔

تبلیغ دین و نشرو اشاعت کے کام پر☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

اب اس کی تشریح میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا ہے وہ میں اب آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

"قرآن شریف میں جو لیلۃ القدر کا ذکر آیا ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یہاں لیلۃ القدر کے تین معنی ہیں۔ اوّل تو یہ کہ رمضان میں ایک رات لیلۃ القدر کی ہوتی ہے۔ دوم یہ کہ رسول اللہ ﷺ کا زمانہ بھی ایک لیلۃ القدر تھا۔ یعنی سخت جہالت اور بے ایمانی کی تاریکی کے زمانہ میں وہ آیا جبکہ ملائکہ کا نزول ہوا کیونکہ نبی دنیا میں اکیلا نہیں آتا بلکہ وہ بادشاہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ لاکھوں کروڑوں ملائکہ کا لشکر ہوتا ہے جو ملائک اپنے کام میں لگ جاتے ہیں اور لوگوں کے دلوں کو نیکی کی طرف کھینچتے ہیں۔ سوم لیلۃ القدر انسان کے لئے اس کا وقتِ اصفی ہے"۔ یعنی زندگی بھر میں جب بھی وہ وقت آئے جب وہ سب سے زیادہ پاک اور صاف ہو جائے اور خدا کے حضور اپنی جان کو حاضر کردے اس کی لیلۃ القدر وہی ہے۔ "جتنا جتنا انسان خدا کے قریب آتا ہے یہ وقت اسے زیادہ میسّر آتا ہے"۔(الحکم جلد ۵ نمبر ۳۲۔ بتاریخ ۳۱/اگست ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۳، ۱۴)

پھر فرماتے ہیں "ایک لیلۃ القدر تو وہ ہے جو پچھلے حصہ رات میں ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تجلّی فرماتا ہے اور ہاتھ پھیلاتا ہے کہ کوئی دعا کرنے والا اور استغفار کرنے والا ہے جو مَیں اس کو قبول کروں"۔ اب ہاتھ پھیلاتا ہے تو جیسا کہ میں نے بارہا عرض کیا ہے محاورہ ہے۔ خدا ہاتھ پھیلاتا ہے بندے کے ہاتھ پھیلانے کے نتیجہ میں۔ جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو وہ اپنے ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ توجہ اس طرف مرکوز کردیتا ہے اور اس کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ اور عرش سے گویا یہ آواز دیتا ہے کون ہے جو اس وقت استغفار کرے اور دعا سے میری طرف متوجہ ہو میں اس کو قبول کرنے کے لئے حاضر ہوں۔

"لیکن ایک معنے اس کے اَور ہیں جس سے "یعنی اس معنی سے "بد قسمتی سے علماء مخالف اور منکر ہیں اور وہ یہ ہیں کہ ہم نے قرآن کو ایسی رات میں اُتارا ہے کہ تاریک و تار تھی اور وہ ایک مستعد مصلح کی خواہاں تھی۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جبکہ اس نے فرمایا مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ"۔ کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو محض عبادت کی خاطر پیدا کیا ہے! ۔"پھر جب انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ تاریکی ہی میں پڑا رہے۔ ایسے زمانے میں بالطبع اس کی ذات جوش مارتی ہے کہ کوئی مصلح پیدا ہو۔ پس اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ اس زمانہ کی ضرورت، بعثتِ آنحضرت ﷺ کی ایک اَور دلیل ہے"۔(الحکم۔ جلد ۱۰ نمبر ۲۷۔ بتاریخ ۳۱/ جولائی ۱۹۰۱ء۔ صفحہ ۴)

پھر فرماتے ہیں: "لیلۃ القدر کے نور کو دیکھنے والا اور وقت کے مُصلح کی صحبت سے شرف حاصل کرنے والا اُس اسّی برس کے بڈھے سے اچھا ہے جس نے اس نورانی وقت کو نہیں پایا اور اگر ایک ساعت بھی اس وقت کو پالیا ہے تو یہ ایک ساعت اُس ہزار مہینے سے بہتر ہے جو پہلے گزر چکے۔ کیوں بہتر ہے؟"۔ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے بڈھے کا نقشہ کھینچا ہے جس کے ہزار مہینے پہلے ضائع ہو چکے ہیں یعنی اگر مرنے سے پہلے بھی وہ لیلۃ القدر کو پالے اس کے گزرے ہوئے ہزار مہینے سے وہ ایک رات اس کی بہتر ہے۔

فرمایا "اِس لئے کہ اس لیلۃ القدر میں خدا تعالیٰ کے فرشتے اور رُوح القدس اس مصلح کے ساتھ ربِّ جلیل کے اِذن سے آسمان سے اُترتے ہیں۔ نہ عبث طور پر بلکہ اِس لئے کہ تا مستعد دلوں پر نازل ہوں اور سلامتی کی راہیں کھولیں سو وہ تمام راہوں کے کھولنے اور تمام پردوں کے اٹھانے میں مشغول رہتے ہیں یہاں تک کہ ظلمتِ غفلت دُور ہو کر صبحِ ہدایت نمودار ہو جاتی ہے"۔(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد نمبر ۳۔ صفحہ ۳۲، ۳۳)

پھر فرماتے ہیں "عادت اللہ اِس طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی رسول یا نبی یا مُحدَّث اصلاحِ خلق اللہ کے لئے آسمان سے اُترتا ہے تو ضرور اس کے ساتھ اور اس کے ہمرکاب ایسے فرشتے اُترا کرتے ہیں کہ جو مستعد دلوں میں ہدایت ڈالتے ہیں اور نیکی کی رغبت دلاتے ہیں۔ اور برابر اُترتے رہتے ہیں جب تک کفر و ضلالت کی ظلمت دُور ہو کر ایمان اور راست بازی کی صبح صادق نمودار ہو جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ. سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔ سو ملائکہ اور رُوح القدس کا تنزّل یعنی آسمان سے اُترنا اسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشّان آدمی خلعتِ خلافت پہن کر اور کلامِ الٰہی سے شرف پاکر زمین پر نزول فرماتا ہے"۔

یہاں خلیفہ سے مراد عام اصطلاح میں جس کو یہاں ہم خلیفہ کہتے ہیں وہ مراد نہیں ہے بلکہ خلیفۃ اللہ ہے۔ براہ راست جس کو خود اللہ تعالیٰ اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہے۔ جیسے آدم کو سب سے پہلے خلیفہ بنایا۔ مگر اس کے بعد جو سب سے عظیم الشان خلیفہ تھا جس کی خلافت کا بیج آدم میں بویا گیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں "جب ایک عظیم الشان آدمی خلعت خلافت پہن کر اور کلام الٰہی سے شرف پاکر زمین پر نزول فرماتا ہے تو روح القدس خاص طور پر اس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اس کے ساتھ ملائکہ ہیں وہ تمام دُنیا کے مُستعد دلوں پر نازل کئے جاتے ہیں تب دُنیا میں جہاں جہاں جوہر قابل پائے جاتے ہیں سب پر اُس نور کا پرتو پڑتا ہے اور تمام عالَم میں ایک نورانیت پھیل جاتی ہے اور فرشتوں کی پاک تاثیر سے خود بخود دلوں میں نیک خیال پیدا ہونے لگتے ہیں اور توحید پیاری معلوم ہونے لگتی ہے اور سیدھے دلوں میں راست پسندی اور حق جوئی کی ایک رُوح پھونک دی جاتی ہے اور کمزوروں کو طاقت عطا کی جاتی ہے اور ہر طرف ایک ایسی ہوا چلنی شروع ہو جاتی ہے جو اس مصلح کے مدعا اور مقصد کو مدد دیتی ہے"۔(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد نمبر ۳. صفحہ ۱۲، حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اقتباس سے متعلق میں ایک بات بارہا پہلے بھی بیان کر چکا ہوں جو پھر میں بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ انتشارِ نور کا ذکر ہے۔ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام نازل ہوتا ہے اور رات کو دن میں تبدیل کیا جارہا ہے، لیلۃ القدر جس کو ہم کہتے ہیں، قدر کی رات، تو اس وقت یہ انتشارِ عام ہے اور سب پر پڑتا ہے۔ اس زمانے کی ایجادات کو دیکھیں تو وہ ایجادات بھی اللہ تعالیٰ کے تصرف سے ہو رہی ہوتی ہیں مختلف عقلوں پر روشنی پڑ رہی ہوتی ہے اور وہ استعدادیں چمک اٹھتی ہیں اور ان کے نتیجے میں پھر لیلۃ القدر عام لیلۃ القدر بن کے سارے زمانے کے لئے لیلۃ القدر بن جاتی ہے۔ مگر یہ لیلۃ القدر ان کے لئے اکثر دنیا کی معلومات حاصل کرنے تک ہی محدود رہتی ہے لیکن اس کے ساتھ بہت سی نیک طبیعتیں ہیں جن میں توحید کا جوش پیدا ہوتا ہے اور وہ طبیعتیں توحید کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جس لیلۃ القدر کو لے کے آئے تھے اس کے ساتھ سارا زمانہ قیامت تک کے لئے ان معنوں میں روشن ہو گیا اور آپ ہی کی لیلۃ القدر ہے جس کی برکت سے اب توحید کی طرف دنیا متوجہ ہو رہی ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی ہماری لیلۃ القدر لانے والے ہیں اور اس زمانے میں جو کچھ ہم فیض پا رہے ہیں آپ ہی کا فیض ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بھی تو آپؐ ہی کا فیض ہیں۔

این چشمہ رَواں کہ بخلق خدا دہم ☆ یک قطرۂ ز بحر کمالِ محمدؐ است

یہ چشمہ رواں، جاری رہنے والا چشمہ جو بنی نوع انسان کے لئے میں جاری کر رہا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ "یک قطرۂ ز بحر کمال محمد است"۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کمالات میں سے محض ایک قطرہ ہے جس کو میں ایک جاری دریا کے طور پر دنیا کے سامنے جاری کر رہا ہوں۔

اس کے بعد دو اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حدیث کے حوالے سے بیان کرتا ہوں۔

فرماتے ہیں "اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ یعنی میں توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ اس اقرار کو جائز قرار دیتا ہے جو کہ سچے دل سے توبہ کرنے والا کرتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس قسم کا اقرار نہ ہوتا تو پھر توبہ کا منظور ہونا ایک مشکل امر تھا۔ سچے دل سے جو اقرار کیا جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر خدا تعالیٰ بھی اپنے تمام وعدے پورے کرتا ہے جو اس نے توبہ کرنے والوں کے ساتھ کئے ہیں۔ اور اسی وقت سے ایک نور کی تجلّی اس کے دل میں شروع ہو جاتی ہے جب انسان یہ اقرار کرتا ہے کہ میں تمام گناہوں سے بچوں گا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا"۔(البدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۲۴/اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۰۷)

اس تعلق میں آخر پر دو حدیثیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اور پھر آج کے خطبے کا اختتام ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا غرغرے سے پہلے بندہ جب بھی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے۔(ترمذی کتاب الدعوات باب فضل التوبۃ)۔ تو یہاں اسّی سال والا بڈھا جو ہے اس کا تصور کرلیں کہ اگر یقینی موت سامنے آکھڑی ہو اور غرغرہ ہو جائے تو وہ توبہ کا وقت نہیں رہتا۔ لیکن غرغرے سے پہلے جو موت کا غرغرہ ہے اس سے پہلے اگر انسان تمنا یہ رکھتا ہے کہ میں جیتا چلا جاؤں اس وقت اگر اس کو توبہ نصیب ہو جائے تو وہ سچی توبہ ہے اور وہ خواہ اللہ کے نزدیک دوسری گھڑی ہی اس کی جان نکل جائے مگر وہ اس توبہ کو قبول فرمالیتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم کتاب التوبہ میں یہ حدیث درج ہے۔

ص
ارشاد نبوی
خَیرُ الزَّادِ التَّقوٰی
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 مینگو لین کلکتہ 700001
دکان- 248-1652, 248-5222
رہائش- 243-0794, 27-0471

آنحضرت ﷺ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے سے اس کے اس حسن ظن کے مطابق سلوک کرتا ہوں جو وہ میرے متعلق رکھتا ہے۔ پس اللہ پر حسن ظن کریں اور جتنا زیادہ اللہ پر حسن ظن کریں گے اسی قدر اللہ زیادہ قریب ہوگا اور اپنے بندے کے حسن ظن کو سچا کر دکھائے گا۔ جہاں بھی وہ میرا ذکر کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اتنا خوش ہوتا ہے کہ اتنا خوش وہ شخص بھی نہیں ہوتا جسے جنگل بیابان میں اپنی گمشدہ اونٹنی مل جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص مجھ سے بالشت بھر قریب ہوتا ہے میں اس سے گز بھر قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔

یہ جو خدا تعالیٰ اپنے بندے کے ظن کے مطابق ہوتا ہے اس سلسلے میں یاد رکھنا چاہئے کہ ہر بندے کا ظن اپنا اپنا ہے۔ ایک سادہ گڈریا ہے وہ اپنے ظن کے مطابق باتیں کر رہا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کی طرف بھی جھکتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ آپ گزر رہے تھے۔ ایک گڈریے کو دیکھا جو اپنے ظن کے مطابق خدا تعالیٰ سے باتیں کر رہا تھا کہ اے اللہ اگر تو مل جائے تو میں تیری گدڑی کو دھوؤں، تیرے پاؤں سے کانٹے نکالوں تو اس طرح پیار کروں، اس طرح تجھے سینے سے لگاؤں۔ حضرت موسیٰ کو یہ بات سن کر بہت غصہ آیا انہوں نے کہا خبردار تو کون ہوتا ہے خدا کے متعلق ایسی بیہودہ باتیں کرنے والا، خدا کوئی ایسی گئی گزری چیز ہے کہ تو اس کے پاؤں سے کانٹے نکالے، اس کی گدڑی دھوئے، اپنے متعلق تصور کر رہا ہے۔ ابھی حضرت موسیٰ کی ڈانٹ ختم نہیں ہوئی تھی کہ اللہ کی طرف سے حضرت موسیٰ کو ڈانٹ پڑی کہ تو کون ہوتا ہے میرے اور میرے بندے کی باتوں میں دخل دینے والا۔ میں بہتر جانتا ہوں کہ اس بندے سے مجھے کتنا مزہ آرہا تھا، کتنی پیار کی باتیں تھیں جو میرے دل میں گھر کر رہی تھیں تو نے خواہ مخواہ اس مزے کو کرکرا کرنے کی کوشش کی۔ تو یہ ہے عِندَ الظَّنِّ عَبْدِی بِی، اپنے رب سے اپنے خیالات کے مطابق ظن کریں مگر اپنا سمجھ کر ظن کریں، پیار اور محبت کے ساتھ ظن کریں تو اللہ تعالیٰ اس ظن کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ یہ رمضان انشاء اللہ ہمارے لئے یہ ساری خوش خبریاں لے کر آئے گا جن کا ذکر احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کے حوالے سے میں نے کیا ہے۔

اب ایک عمومی بات میں یہ کہنی چاہتا ہوں کہ آج ۱۹۹۹ء کا آخری دن اور آخری جمعہ ہے یعنی رمضان کا تو آخری جمعہ نہیں ہے مگر ۱۹۹۹ء کا یہ آخری جمعہ ہے۔ کل سے سن دو ہزار شروع ہو رہا ہے۔ نئے سال کے آغاز پر مبارکباد میں دیا کرتا ہوں سب دنیا کو، احمدیوں کو، غیر احمدیوں کو سب دنیا کو تو آپ کو اللہ تعالیٰ یہ نیا سال ہر پہلو سے مبارک فرمائے۔ اس سال کی کچھ خصوصیات ہیں جو حیرت انگیز ہیں ان کے متعلق تفصیل سے آج بات کرنے کا وقت نہیں لیکن آخری جمعہ ہے جسے جمعۃ الوداع کہتے ہیں انشاء اللہ اس حوالے سے کہ کیا کیا خاص باتیں ہیں وہ میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ اس دعا کے ساتھ کہ اللہ اس رمضان کو ہم سب کے لئے غیر معمولی طور پر بابرکت فرمادے۔ وہی بہتر جانتا ہے کہ اس میں کیا کیا حکمتیں پوشیدہ ہیں جو اس رمضان میں حیرت انگیز باتیں اکٹھی ہو گئی ہیں تو امام صاحب نے مجھے لکھ کر بھجوائی ہیں بہت سی باتیں۔ میرا خود تو خیال اس طرف نہیں گیا تھا مگر امام صاحب کے توجہ دلانے پر میں نے غور کیا تو واقعۃً یہ ساری خصوصیات ہیں جو اس سال کے اندر خاص ہیں۔ جمعہ سے اس سال کا آغاز ہوا ہے جمعہ پر اس کا اختتام ہوگا اور بہت سی ایسی برکتیں ہیں جو اس سال کے ساتھ وابستہ ہو چکی ہیں۔ تو خدا کرے کہ وہ برکتیں ساری جماعت کو نصیب ہوں اور غیر معمولی طور پر خدا تعالیٰ کی تقدیر ہمارے حق میں اور دنیا کے حق میں کار فرما ہو۔

۞۞۞۞۞۞۞۞

درخواست دُعا

☆- میرے بھائی ڈاکٹر سید فاروق احمد صاحب ابن الحاج سید محی الدین احمد صاحب وکیل مرحوم آف رانچی بہار مع اہل و عیال ویسٹ میڈ لینڈ یو کے میں رہائش پذیر ہیں۔ موصوف اپنے نیک مقاصد میں کامیابی کیلئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (اعانت بدر -/۱۰۰ (محمد حبیب اللہ صاحب آف گوملا رانچی)

☆- مکرم محمد جلیل اختر صاحب نو احمدی برہ پورہ بھاگل پور بہار اپنی اور اپنے اہل و عیال کی صحت تندرستی اور اپنے بیٹے محمد احسان اختر صاحب .I.S.C کا فائنل امتحان جو کہ آل انڈیا لیول پر ہوگا، دینے والے ہیں۔ ہر دو امور کیلئے درخواست دُعا کرتے ہیں۔ (اعانت بدر -/۱۲۵ روپے)

☆- مکرم سید عبد التقی صاحب نمائندہ بدر بھاگل پور برہ پورہ اپنی اپنے اہل و عیال کی صحت و تندرستی بچوں کے امتحانات میں نمایاں کامیابی کیلئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (اعانت بدر -/۵۰ روپے)

☆- مکرم سید فہیم الدین و حسن محمد صاحب برہ پورہ دینی و دنیاوی ترقیات، جملہ مقاصد میں کامیابی کیلئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (اعانت بدر -/۵۰ روپے)

ناظر صاحب دعوت و تبلیغ قادیان اور محترم نگران دعوت الی اللہ یو۔پی۔ کا آگرہ سرکل یو۔پی۔ میں تبلیغی و تربیتی دورہ

مورخہ 3/2/2000 کی رات کو دو مرکزی نمائندگان محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری اور محترم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم دھنولی آگرہ تشریف لائے جہاں جماعت احمدیہ کا بہت خوبصورت مشن ہاؤس عرصہ ایک سال قبل تعمیر ہو چکا ہے۔ چنانچہ مورخہ 4/2 کو جمعۃ المبارک کا دن تھا اور دھنولی مشن کے قرب و جوار کی نئی جماعتوں کے نمائندگان کو جمعہ آگرہ مشن میں پڑھنے کے لئے دعوت دی گئی تھی جمعہ کا خطبہ محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوت و تبلیغ قادیان نے ارشاد فرمایا آپ نے اپنے خطبہ میں جملہ نومبائعین کو جماعت احمدیہ میں شمولیت پر مبارکباد دیتے ہوئے انہیں تربیتی نصائح فرمائیں نماز جمعہ کے بعد ۱۶ جماعتوں سے آئے ہوئے تقریباً ۸۱ نومبائعین کے نمائندگان نے ہر دو معزز مہمانوں کی گلپوشی کی اور ایک مختصر سی تقریب منعقد کی گئی اس تقریب میں محترم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم نگران دعوت الی اللہ یو۔پی۔ نے بھی نومبائعین کے سامنے تربیتی امور بیان کئے اس طرح اسی دن جمعۃ المبارک کی ادائیگی کے بعد آگرہ منڈل کے پولیس کپتان جناب اشوک کمار صاحب .I.P.S اپنے نو نمائندگان کے ساتھ آگرہ مشن واقع دھنولی میں تشریف لائے اور ہمارے ہر دو معزز مہمان کرام کے ساتھ تقریباً دو گھنٹہ تک تبلیغی ملاقات کی۔ اسی طرح موضع باس اگریہ ضلع آگرہ میں علماء کرام نے بحث کا چیلنج دیا خاکسار اور محترم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم کو محترم ناظر صاحب دعوت تبلیغ نے بحث کے لئے معاہدہ تیار کرنے کے لئے بھیجا محترم ناظر صاحب دعوت تبلیغ کی ہدایت پر جب ہم وہاں پہنچے اور معاہدہ تیار کر کے عبد الستار قاسمی مفتی آگرہ کو دستخط کے لئے بھجوایا تو وہ بحث سے اور دستخط سے انکار کرتے ہوئے میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ مورخہ 5/2/2000 کو ضلع متھرا کے ایک سنٹر ٹرینگ میں بھی ایک تربیتی مجلس کا انعقاد کیا گیا اس علاقہ کے نومبائعین کم و بیش ۱۳ جماعتوں کے ۴۰ نمائندگان نے شرکت کی اس مجلس میں بھی نمائندگان نے مرکزی نمائندگان کی گلپوشی کی مرکزی نمائندگان نے یہاں بھی اپنے خطابات میں تربیتی نصائح فرمائیں۔

اسی طرح مورخہ 11/2/2000 کو ایٹا ضلع میں ننگلہ گھنو میں نومبائعین کی سات جماعتوں کے بشمول ننگلہ گھنو ۱۷۰ نمائندگان نے شرکت کی ہمارے مرکزی نمائندگان کی ننگلہ گھنو میں آمد پر نمائندگان نومبائعین نے مرکزی نمائندگان کی گلپوشی کی اور باقاعدہ سلامی دی اسی رات تبلیغی و تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا۔ اجلاس میں دو صد سے زائد افراد نے شرکت کی۔ اجلاس رات ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک جاری رہا اس میں خاکسار نے اور مولانا ظہیر احمد صاحب خادم و محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری نے نہایت جامع اور مدلل تقاریر کیں۔ اللہ کے فضل سے اگلے ہی روز تین گھرانے بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو گئے۔

اس دورہ میں مذکورہ سنٹر کے علاوہ مرکزی نمائندگان نے ۵۵ نئی جماعتوں کا دورہ کیا نمائندگان نے نئی جماعتوں میں مبلغین و معلمین کرام کی کارکردگی کا جائزہ لیا بچوں کی تعلیم و تربیت کا Test بھی لیا اور خدا کے فضل سے اظہار خوشنودی فرمایا۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اب اللہ کے فضل سے نومبائعین نے باقاعدہ چندہ دینا شروع کر دیا ہے امسال ابتک پرانی جماعتوں کو چھوڑ کر نومبائعین پندرہ ہزار سے زائد رقم چندوں میں ادا کر چکے ہیں۔ جزاھم اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ہمیں بڑھ چڑھ کر خدمت دین کی توفیق بخشے آمین!

(خاکسار نذر الاسلام سرکل انچارج آگرہ منڈل یو۔پی۔)

☆- مکرم مبین اختر صاحب سیکرٹری مال خان پور ملکی کاروبار میں ترقی برکت اور مقبول خدمت دین کے حصول اور جملہ مقاصد میں کامیابی کیلئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (اعانت بدر -/۱۵۰ روپے)

☆- مکرم ڈاکٹر انوار احمد صاحب خان پور ملکی ایکسی ڈینٹ سے بازو میں فریکچر آگیا ہے۔ صحت و تندرستی کیلئے درخواست دُعا کرتے ہیں۔ (اعانت بدر -/۳۰)

☆- مکرم سید عبد المجید صاحب بھاگل پور اپنی اپنے اہل و عیال کی صحت تندرستی اور جملہ مقاصد میں کامیابی کیلئے درخواست دُعا کرتے ہیں۔ (اعانت بدر -/۱۰۰)

☆- محترم انور حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ خان پور ملکی کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۸-۱-۲۰۰۰ کو بیٹی سے نوازا ہے۔ بچی کا نام لبنیٰ ثمین تجویز کیا گیا ہے۔ نومولودہ کی صحت تندرستی نیک خادم دین ہونے کیلئے نیز تمام مقاصد دینی و دنیاوی کی تکمیل کیلئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (اعانت بدر -/۵۰ روپے)

☆- محترم خورشید عالم صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر بھاگل پور بہار کی چھوٹی بیٹی عزیزہ نسرین خورشید صاحبہ نے اس سال بھاگل پور یونیورسٹی سے ایم-اے انگلش کا امتحان دے کر یونیورسٹی میں فرسٹ پوزیشن حاصل کر کے فرسٹ ڈویژن سے کامیاب ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِس کامیابی کو مستقبل میں دینی دنیاوی ترقیات کا پیش خیمہ بنائے عزیزہ اللہ کے فضل سے احمدی مسلمان پہلی خاتون ہیں جنہوں نے اس سال یونیورسٹی میں اعلیٰ کامیابی حاصل کی ہے مزید کامیابیوں کے حصول اور عزیزہ کو موزوں رشتہ ملنے کیلئے بھی دُعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر -/۲۵۰)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 1999ء

مسیح موعودؑ - اور - خدمتِ اسلام

(از محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ایڈیشنل ناظم وقفِ جدید بیرون قادیان)

آج سے چودہ سو سال قبل جب دنیا کے ہر گوشے میں کفر و ضلالت اور بے دینی کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی ملکِ عرب کے مشہور شہر مکہ میں خدائے ذوالجلال نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو دینِ اسلام کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اور قرآن مجید کی صورت میں ایک مکمل ضابطہ حیات نوعِ انسان کو عطا فرمایا۔ حضور اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جاں نثار صحابہؓ نے اپنی انتھک محنت اور جدو جہد سے اسلام کے نور سے نہ صرف جزیرہ نمائے عرب کو منور کیا بلکہ چار دانگِ عالم میں اس مقدس نور کی ضیاپاشی کی۔ یہ بڑی عجیب اور حیرت انگیز حقیقت ہے کہ اُس دَور میں کہ جب اسلام اپنی ترقیات کے بامِ عروج پر تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے زوال کی پیشگوئی فرمائی تھی کہ:

یوشک ان یأتی علی الناس زمان لا یبقیٰ من الاسلام الاّ اسمہٗ ولا من القراٰن الاّ رسمہٗ مساجد ھم عامرۃ وھی خراب من الھدیٰ علماؤ ھم شرٌّ من تحت أدیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ و فیھم تعودُ۔ (مشکوٰۃ شعب الایمان)

یعنی لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اسلام کا صرف نام اور قرآن کے صرف الفاظ رہ جائیں گے۔ مسجدیں بظاہر آباد نظر آئیں گی لیکن در حقیقت ہدایت سے خالی اور ویران ہونگی۔ اُن (بگڑے ہوئے مسلمانوں) کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ اُن علماء ہی سے فتنہ نکلے گا اور اُنہی کی طرف پھر لوٹ آئے گا۔ چنانچہ اُنیسوی صدی عیسوی میں مسلمان اسلامی تعلیمات سے اس قدر دُور جا پڑے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ پیشگوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی اور خود مسلمان علماء اور مفکرین و دانشوروں نے اس کا اقرار کیا ہے۔ مولانا الطاف حسین حالی نے فرمایا۔

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اِک اسلام کا رہ گیا نام باقی

مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی کتاب تذکرہ کے صفحہ ۱۱ میں تحریر کیا:-

"مذہب کے دوکانداروں نے جہل و تقلید اور تعصب و ہوا پرستی کا نام مذہب رکھا ہے اور روشن خیالی و تحقیق جدید کے عقل فروشوں نے الحاد و بے قیدی کو حکمت و اجتہاد کے لباس سے سنوارا ہے۔ نہ مدرسہ میں علم ہے، نہ محرابِ مسجد میں اخلاص اور نہ میکدے میں رندانِ بے ریا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے لکھا کہ:-

"سچی بات تو یہ ہے کہ ہم میں سے قرآن بالکل اُٹھ چکا ہے۔ فرضی طور پر ہم قرآنِ مجید پر ایمان رکھتے ہیں مگر واللہ دِل سے اِسے معمولی اور بہت معمولی اور بے کار کتاب جانتے ہیں"۔ (اخبار اہلحدیث ۱۴ر جون ۱۹۱۲ء)

علامہ اقبال نے کہا۔

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خوگر ہیں
اُمتی باعثِ رُسوائی پیغمبر ہیں
بُت شکن اُٹھ گئے باقی جو رہے بُت گر ہیں
تھا براہیم پدر اور پسر آذر ہیں
رہ گئی رسم اذاں رُوحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی
مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحبِ اوصاف حجازی نہ رہے
شور ہے ہوگئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود؟
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سیّد بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟

(بانگِ درا صفحہ ۲۲۵-۲۲۶)

حضرات! ایسے انتہائی مایوس کُن اور پُر آشوب دَور میں حالاتِ زمانہ نے یہ گواہی دی تھی کہ احیائے اسلام کا کام دنیاوی سکیموں اور منصوبہ بندیوں سے ہرگز نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ تو ایک روحانی نظام ہے۔ اس کا احیاء اُسی نہج اور طریق پر ہو سکتا تھا جس طریق پر آغازِ اسلام میں ہوا تھا۔ پان اسلام ازم کی تحریک ہو یا اسلامی خلافت کو زندہ کرنے کی تجویز مسلمانوں کی سیاسی اور قومی تنظیم ہو یا مغربی طرز کے لیڈروں کی کوئی لیگ - دنیوی عالموں کی کوئی جمعیّت ہو یا جسمانی بادشاہوں کا کوئی میثاق، سب کے سب احیائے اسلام کے کام میں ناکام رہے۔ کیونکہ یہ سب دنیاوی سکیمیں تھیں، جو رُوحانیت، تعلق باللہ اور نشانات و معجزات سے عاری تھیں۔ اور یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ اِس قسم کے نازک دَور میں انسانیت کی فلاح و بہبود اور نجات کیلئے خدا کے مامور اور مُرسل ہی آیا کرتے ہیں۔ اور بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسلمانوں کی بدحالی دُور کرنے اور اسلام کو دوبارہ بامِ عروج پر پہنچانے کیلئے اُمتِ محمدیہ میں مسیح موعود اور امام مہدی کے ظہور کی خوشخبری سُنائی تھی۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

کَیْفَ أَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُم مِنْکُمْ۔

(بخاری باب نزول عیسیٰ بن مریم جلد ۲ صفحہ ۶۶ مصری)

کہ اے مسلمانو! تم کس قدر خوش قسمت ہوگے اُس وقت جب تم میں ابن مریم نازل ہوگا۔ اور وہ تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔ اِسی طرح آپؐ نے فرمایا:-

یُوْشِکُ مَنْ عَاشَ مِنْکُمْ اَنْ یَلْقٰی عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَهْدِیًّا حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ۔ (مسند احمد بن حنبلؒ جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ مطبوعہ مصر بروایت حضرت ابوہریرہؓ)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو زندہ رہے گا قریب ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کرے اِس حال میں کہ وہ امام مہدی اور حکم اور عدل ہونگے۔ وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔

اِسی طرح محمد بن خالد الجندی سے روایت ہے:- لَاالْمَهْدِیُّ اِلَّا عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ.

(ابن ماجہ باب شدۃ الزمان)

یعنی عیسیٰ بن مریمؑ کے سوا اور کوئی مہدی نہیں ہے۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس آنے والے مسیح و مہدی کو ماننے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

"فَاِذَا رَاَیْتُمُوْهُ فَبَایِعُوْهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَی الثَّلْجِ فَاِنَّهٗ خَلِیْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِیُّ"۔ (ابوداؤد جلد ۲ باب خروج المہدی۔ ابن ماجہ باب خروج المہدی۔ بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۲۱)

کہ اے مسلمانو! جب تمہیں اُس کا علم ہو جائے تو فوراً اُس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف پر سے گھٹنوں کے بَل جانا پڑے۔ کیونکہ وہ خدا کا خلیفہ مہدی ہوگا۔

پس زمانہ تقاضا کر رہا تھا کہ احیائے اسلام کیلئے اُمتِ محمدیہ میں کوئی چاند طلوع ہو جو آفتابِ رسالت اور شہنشاہِ نبوت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روشنی حاصل کر کے تاریکیوں کو پاش پاش کر دے۔ جیسا کہ مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی بھی حیرت انگیز رنگ میں بے ساختہ اعتراف کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ:

"زمانہ بدل چکا تھا اور علم و عمل کی دنیا میں ایسا عظیم تغیر واقع ہو چکا تھا جس کو خدا کی نظر تو دیکھ سکتی تھی مگر کسی غیر نبی انسان کی نظر میں یہ طاقت نہیں تھی کہ قرنوں اور صدیوں کے پردے اُٹھ کر اُن تک پہنچ سکتی"۔ (تنقیحات صفحہ ۲۷)

اِسی طرح مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی کو بھی مسلم ہے کہ:

"اُس عہد کا سب سے بڑا واقعہ جس کو کوئی مورّخ اور کوئی مصلح نظر انداز نہیں کر سکتا، وہ یہ تھا کہ اُسی زمانہ میں یورپ نے عالمِ اسلام پر بالعموم اور ہندوستان پر بالخصوص یورش کی تھی۔ اس کے جلو میں جو نظامِ تعلیم تھا وہ خدا پرستی اور خداشناسی کی روح سے عاری تھا۔ جو تہذیب تھی وہ الحاد اور نفس پرستی سے معمور تھی۔ عالمِ اسلام ایمان، علم اور مادّی طاقت میں کمزور ہو جانے کی وجہ سے اِس نوخیز و مسلّح مغربی طاقت کا آسانی سے شکار ہو گیا.... دوسری طرف عالم اسلام مختلف دینی و اخلاقی بیماریوں اور کمزوریوں کا شکار تھا۔ اُس کے چہرے کا سب سے بڑا داغ وہ شرک جلی تھا جو اُس کے گوشہ گوشہ میں پایا جاتا ہے۔ قبریں اور تعزیے بے محابا پُج رہے تھے۔ غیر اللہ کے نام کی صاف صاف دُہائی دی جاتی تھی۔ بدعات کا گھر گھر چرچا تھا۔ خُرافات و توہمات کا دَور دورہ تھا۔ یہ صورتِ حال ایک ایسے دینی مصلح اور داعی کا تقاضا کر رہی تھی جو اسلامی معاشرہ کے اندر جاہلیّت کے اثرات کا مقابلہ اور مسلمانوں کے گھروں میں اُس کا تعاقب کرے جو پوری وضاحت اور جرأت کے ساتھ توحید و سنّت کی دعوت دے۔ اور دین پوری قوت کے ساتھ اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ کا نعرہ بلند کرے... اِس سب کے علاوہ اور سب سے بڑھ کر عالم اسلام کی بڑی ضرورت یہ تھی کہ انبیاء علیہم السلام کے طریق دعوت کے مطابق اِس امت کو ایمان اور عملِ صالح اور اس صحیح اسلامی زندگی اور سیرت کی دعوت دی جائے جس پر اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت، دُشمنوں پر غلبہ اور دین دنیا میں فلاح و سربلندی کا وعدہ فرمایا ہے"۔ (قادیانیت صفحہ ۲۱۷ تا ۲۲۰)

پس اُنیسویں صدی عیسوی میں یہ وہ حالات تھے جب بگڑا ہوا وہ زمانہ موجود تھا جس میں احیائے اسلام مقدّر تھی۔ بگڑی ہوئی وہ قوم موجود تھی جس کی اصلاح کیلئے مسیح موعود اور امام مہدی کی آمد کا انتظار تھا۔ اور اہلِ اسلام کو یہ مسلّم ہے کہ عالم اسلام کی بڑی ضرورت یہ تھی کہ انبیاء علیہم السلام کے طریقِ دعوت کے مطابق اِس اُمّت کو ایمان اور عملِ صالح اور صحیح اسلامی زندگی اور سیرت کی دعوت دی جائے۔ ایسے نازک دَور اور عین ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ نے اُمّت محمدیہ کو بے یار و مددگار اور بے آسرا نہ چھوڑا بلکہ خیر الرّسل کی خیر اُمّت کی بروقت دستگیری کی اور اپنے وعدوں اور سیدنا حضرت اقدس رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے عین مطابق احیائے اسلام کے لئے قادیان کی مقدس بستی میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح محمدیؐ اور امام مہدی بناکر مبعوث فرمایا۔ آپؑ نے یہ حقیقت افروز اعلان فرمایا کہ:

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اَور کا وقت
مَیں نہ آتا تو کوئی اَور ہی آیا ہوتا

اور فرمایا:

"خدائے تعالیٰ نے اِس زمانہ کو تاریک پاکر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے، تاکہ وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے، اور تا اسلام کو اُن لوگوں کے حملہ سے بچائے جو فلسفیّت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریّت کے لباس میں اِس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں"۔(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۵۱)

اِس پُر شوکت اور پُر امید اعلان کا ہونا تھا کہ غیر مذاہب کی طرف سے تو مخالفت کا طوفان بپا ہونا ہی تھا لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ خود مسلمانوں کی طرف سے بھی آپؑ کی ایسی ہی مخالفت ہوئی جیسا کہ سنّتِ قدیمہ کے مطابق مامورین من اللہ کی ہوتی چلی آئی ہے۔ آپؑ پر کُفر کے فتوے لگائے گئے۔ واجب القتل قرار دیا گیا۔ جھوٹے مقدمات قتل آپ پر چلائے گئے آپ کو ذلیل و رسوا کرنے کیلئے ہر اوچھا حربہ آزمایا گیا مگر آفرین ہے مسیح محمدیؑ پر کہ آپؑ کے پائے ثبات میں ذرّہ بھر لغزش نہ آئی۔ اسلام کی خاطر ہر دُکھ سختی اور ظلم برداشت کیا اور غمِ ملّت میں اپنی تمام محبوب چیزوں کو قربان کر دیا۔ آپؑ کے دِل میں لگن تھی تو صرف یہی کہ اسلام کی صداقت ہر دِل پر نقش ہو جائے۔ اور دنیا اِس بات پر ایمان لے آئے کہ اِسلام سے بہتر مذہب اَور کوئی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل ترین رسول اور قرآنِ پاک بے نظیر کتاب ہے۔

ایک طرف تو آپؑ اسلام کی حقانیت۔ قرآن مجید کی فضیلت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو ثابت کرنے کیلئے عقلی و نقلی، الزامی و تحقیقی جوابات دینے میں مصروف رہے تو دوسری طرف اپنے مقصد کی تکمیل کیلئے دلائل و براہین اور مشاہدات و معجزات کے انبار لگا دیئے۔

نہ صرف یہ کہ آپؑ نے اپنی تمام زندگی غلبۂ اسلام کی عظیم الشان مہم کیلئے وقف کر دی بلکہ اِس مہم کو جاری رکھنے کیلئے ایک فعّال جماعت قائم کر دی۔ جس کے رگ و ریشہ میں خدمت و اشاعتِ اسلام کی تڑپ رچی ہوئی ہے۔ چنانچہ احیائے اسلام کا پرچم بلند کرتے ہوئے تمام دنیا کے سامنے آپؑ نے نہایت تحدّی کے ساتھ فرمایا:-

"اگر میرے مقابل پر تمام دنیا کی قومیں جمع ہو جائیں اور اس بات کا بالمقابل امتحان ہو کہ کس کو خدا غیب کی خبریں دیتا ہے اور کس کی دُعائیں قبول کرتا ہے اور کس کی مدد کرتا ہے اور کس کیلئے بڑے بڑے نشان دکھاتا ہے تو مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں ہی غالب رہوں گا۔ کیا کوئی ہے کہ اِس امتحان میں میرے مقابل پر آوے!؟ ہزار ہا نشان خدا نے محض اِس لئے مجھے دیئے ہیں۔ تاکہ دُشمن معلوم کرے کہ دینِ اسلام سچا ہے۔ مَیں اپنی کوئی عزّت نہیں چاہتا بلکہ اُس کی عزّت چاہتا ہوں جس کیلئے مَیں بھیجا گیا ہوں"۔
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۶)

آپ نے ایک ایسے علم کلام کا آغاز فرمایا جس کی بنیاد وحی ربّانی اور نشاناتِ آسانی پر رکھی گئی ہے۔ اور ادیانِ عالم کے سامنے یہ زرّیں اُصول پیش فرمایا کہ ہر مذہب کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی اُصولی اور بنیادی تعلیمات کا دعویٰ اور اس دعوے کی دلیل اپنی مقدس کتاب سے پیش کرے تا یہ ثابت ہو کہ بیان کردہ دعویٰ متبعین کا بنایا ہوا نہیں بلکہ خود بانیٔ مذہب کا پیش کردہ ہے مثلاً آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی خدائی کا دعویٰ ہرگز قابلِ توجہ نہیں ہوگا جب تک کہ عیسائی صاحبان اس دعوے کو انجیل سے ثابت کر کے نہ دکھائیں اور پھر خود انجیل ہی سے اِس دعویٰ کے ثبوت میں دلائل نہ پیش کریں۔ اِسی طرح ویدوں کی اصلی تعلیم میں قدامتِ روح و مادّہ کا کوئی نشان موجود نہیں۔ مگر بعد میں آنے والوں نے یہ خیالات وید کی طرف منسوب کرنے شروع کر دیئے۔ اگر اِس اصول کو اختیار کر لیا جائے کہ ہر مذہبی کتاب اپنا دعویٰ خود پیش کرے اور پھر خود ہی اس کی دلیل لائے تو ہر مذہب کی حقیقت آشکار ہو جائے گی۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ یہ خوبی صرف اور صرف اسلام کی مقدس کتاب قرآن مجید ہی میں پائی جاتی ہے۔ اس تعلق میں آپ نے اپنی مشہور عالم، معرکۃ الآراء تصنیف براہین احمدیہ کے شروع میں ایک انعامی اشتہار دیا جو دراصل تمام مذاہب عالم کے لیڈروں کے نام ایک چیلنج ہے۔ اس میں حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:-

"مَیں جو مصنّف اِس کتاب براہین احمدیہ کا ہوں، یہ اشتہار اپنی طرف سے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ بمقابلہ جمیع ارباب مذہب اور ملّت کے جو حقانیت فرقان مجید اور نبوّت حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہیں اتماماً للحجۃ شائع کر کے اقرار صحیح قانونی اور عہد جائز شرعی کرتا ہوں، کہ اگر کوئی صاحب منکرین میں سے مشارکت اپنی کتاب کی فرقان مجید اور صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اسی کتاب مقدس سے اخذ کر کے کی ہیں، اپنی الہامی کتاب میں سے ثابت کر کے دکھلادے یا اگر تعداد میں اُن کے برابر پیش نہ کر سکے تو نصف ان سے یا ثلث ان سے یا رُبع ان سے یا خُمس ان سے نکال کر پیش کرے، یا اگر بکلّی پیش کرنے سے عاجز ہو تو ہمارے دلائل کو نمبر وار توڑ دے تو ان سب صورتوں میں بشرطیکہ تین منصف منقولہ فریقین بالاتفاق یہ رائے ظاہر کر دیں کہ ایفاء شرط جیسا کہ چاہئے تھا، ظہور میں آگیا۔ مَیں مشتہر ایسے مجیب کو بلا عذرے وحیلتے اپنی جائداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض و دخل دے دونگا"۔(اشتہار انعامی ملحقہ براہین احمدیہ)

اسلام کے اِس پُر آشوب دَور میں آپ ہی اسلام کے وہ بطلِ جلیل ہیں جنہوں نے دنیا بھر میں منادی کی کہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے۔ زندہ کتاب قرآن مجید ہے۔ اور زندہ نبی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں:-

"مَیں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتا ہے۔ اور اسی کامل انسان پر علومِ غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ مَیں اس میں صاحبِ تجربہ ہوں میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذہب مُردے، اُن کے خدا مُردے اور خود وہ تمام پیرو مُردے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں.... آؤ مَیں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں اور کس قوم کے ساتھ ہے وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اِس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے"۔(ضمیمہ انجامِ آتھم۔ صفحہ ۶۱،۶۲ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۵-۳۴۶)

آپؑ نے روحانی میدان میں جدید علمِ کلام کے ساتھ مخالفینِ اسلام کو ایسی خطرناک شکست دی کہ وہ بوکھلا گئے اور اسلام پر اعتراض کرنے کی بجائے انہیں اپنے گھر کی حفاظت کی فکر پڑ گئی۔ اور دُشمن کی صفوں میں جو نہایت سکون کے ساتھ آگے بڑھ رہی تھیں ایک ہلچل مچ گئی۔

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحُجّت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

سامعینِ کرام! در حقیقت ہم آج اُس طوفان کا اندازہ ہی نہیں لگا سکتے جو آج سے سَو سال پہلے عیسائی پادریوں اور آریہ اُپدیشکوں نے ہندوستان اور دوسرے ممالک میں مچا رکھا تھا۔ وہ گلی کوچوں میں اسلام کے خلاف دندناتے پھرتے تھے۔ جگہ جگہ وعظ اور لیکچر کرتے اور ٹریکٹ اور پمفلٹ شائع کرتے تھے جن میں اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نشانۂ طعن بنایا جاتا تھا اور مسلمانوں میں اُن کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں تھی۔ بے بسی و بے کسی کے اِس عالم میں مغربی علوم سے مرعوب ہو کر عیسائی منادوں کی زرپاشی کے نتیجہ میں بڑے بڑے مسلمان علماء اور جامع مساجد کے خطیبوں نے عیسائیت اختیار کر کے پادریوں کا لبادہ اوڑھ لیا تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کامیاب مدافعتِ اسلام اور جوابی حملوں نے اُن سب کے دانت کھٹے کر دیئے۔ ہر ملک اور ہر محاذ پر آپؑ نے اور آپ کی مقدس جماعت نے مخالفین کو شکست دی۔! کہاں وہ حالت کہ بازاروں اور پبلک مقامات میں جلسے ہو رہے تھے، اسلام پر حملے کئے جا رہے تھے۔ اور اس قدر اُن کے حوصلے بڑھے ہوئے تھے کہ صلیب کی چمک کو یسوع مسیح کے شاگردوں کے ذریعہ مکّہ اور خاص کعبہ کے حرم میں داخل کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے اور کہاں یہ حالت کہ اب سب معترضین میدان چھوڑ کر گوشہ نشین ہوگئے ہیں یا ایسے مقامات کی تلاش میں ہیں جہاں وہ سمجھیں کہ یہاں ہم جماعت احمدیہ کی دسترس سے باہر ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک کامیاب اور فاتح جرنیل کی حیثیت میں فرماتے ہیں:

"اب کوئی پادری تو میرے سامنے لاؤ جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی پیشگوئی نہیں کی۔ یاد رکھو کہ وہ زمانہ مجھ سے پہلے ہی گزر گیا۔ اب وہ زمانہ آگیا جس میں خدا یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ رسول محمد عربیؐ جس کو گالیاں دی گئیں، جس کے نام کی بے عزّتی کی گئی۔ جس کی تکذیب میں بدقسمت پادریوں نے کئی لاکھ کتابیں اِس زمانے میں لکھ کر شائع کر دیں، وہی سچا اور سچوں کا سردار ہے۔ اس کے قبول کرنے میں حد سے زیادہ انکار کیا گیا مگر آخر اس رسول کو عزّت کا تاج پہنایا گیا۔ اس کے غلاموں اور خادموں میں سے ایک مَیں ہوں، جس سے خدا مکالمہ و مخاطبہ کرتا ہے اور جس پر خدا کے غیبوں اور نشانوں کا دروازہ کھولا گیا ہے"۔(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷۲)

اِس طرح آپؑ نے احیائے اسلام کا وہ عظیم کارنامہ سرانجام دیا کہ جس کی مثال تیرہ سو سال کی اسلامی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ بے شک مسلمانوں میں بڑے بڑے حامیانِ دین گزرے ہیں جنہوں نے اپنی عمریں اسلام کی خدمت کرتے ہوئے گزار دیں مگر روحانی میدان میں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے اِس زمانے میں اسلام کو سب مذاہب پر غالب کیا اِس طرح اَور کسی کو اسلام کی حمایت کا موقعہ نہیں ملا۔ اِس طرح قرآن مجید کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو مسیح موعود کے بارے میں بیان کی گئی ہے کہ

هُوَالَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْكَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۝(سورہ صف آیت ۱۰)

یعنی وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں۔

یہ آیت گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری مگر اس کا حقیقی ظہور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کے ذریعہ مقدر تھا۔ جس کے ذریعہ آپ کا لایا ہوا کامل نور ایک بار پھر اپنی پوری شان و شوکت سے چمکا۔ ظلمت کے بادل چھٹ گئے اور اسلام کا روشن سورج اُفقِ عالم پر پھر اُسی آب و تاب کے ساتھ نمودار ہو گیا۔ اس کا نتیجہ جہاں مخالفین اسلام کی پسپائی کی صورت میں ظاہر ہوا وہاں مسلمانوں کیلئے بھی ڈھارس کا موجب ہوا۔ اور یورپ کے فلاسفروں کا جو رُعب اُن پر طاری تھا وہ دُور ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ

اُنیسویں صدی کے نصفِ اوّل میں مصنّفین اسلام کی طرز تحریر میں اگر اعتذار (Apology) کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے تو موجودہ زمانہ کے مصنّفین کے اندازِ تحریر میں تحدّی کا رنگ پایا جاتا ہے۔ اور یہ تحدّی دراصل سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں اور آپ کے جدید علمِ کلام سے مستعار ہے۔ آپ کی یہی وہ گراں قدر کاوش اور جلیل المرتبت جدوجہد تھی جس کے نتیجہ میں سحرِ فرنگ کا تیار کردہ موم کا بُت اسلام کے معجزے کے سامنے ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اور مسلمانوں میں ایک بیداری کی عام لہر پیدا ہوئی جس کا اظہار ادارہ ثقافتِ اسلامیہ پاکستان کے ڈائریکٹر خلیفہ عبدالحکیم نے اِن الفاظ میں کیا ہے کہ:

"تحریکِ احمدیت کی اِن زبردست کوششوں کا نتیجہ ہے کہ وہ مسلمان جو اٹھارہویں صدی میں اپنی موت پر دستخط کئے ہوئے تھے، خدا کے فضل سے اپنے اندر زندگی کی ایک برقی لہر محسوس کرتے ہوئے اعلانِ عام کر رہے ہیں کہ یہ بیسویں صدی ہر جگہ مسلمانوں کیلئے نشاۃِ ثانیہ ہے، یا بیداری کا آغاز ہے"۔ (رسالہ "استقلال" لاہور صفحہ ۱۰ بحوالہ الفضل ۳۰ راگست ۱۹۸۳ء صفحہ ۴)

علاّمہ نیاز فتحپوری نے مسلمانوں کے جمود اور اُن کی مایوس کن حالت کا تجزیہ کرتے ہوئے جماعتِ احمدیہ کی مساعی کو اِن الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا کہ:

"اس وقت صرف یہی ایک ایسی جماعت ہے جس نے اِس نکتہ کو سمجھا کہ اصل اسلام ایمان محض اقرار باللسان نہیں ہے بلکہ بالعمل ہے۔ اپنی مضبوط تنظیم و استقامت کردار سے زندگی کی راہیں بدل دیں ذہنی اقدار بدل دیئے۔ زاویہ فکر بدل دیا۔ اور مسلمانوں کو پھر اُس راہ پر لگا دیا جو بانیٔ اسلام نے متعیّن کی تھی"۔ (رسالہ "نگار" ماہ نومبر ۱۹۵۹ء)

حضرات! سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سلسلہ میں پوری دنیا کو قبولیت دُعا میں مقابلہ کرنے کا چیلنج دیتے ہوئے فرمایا:

"مَیں کثرتِ قبولیتِ دُعا کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ مَیں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دُعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں۔ اور اُن کا میرے پاس ثبوت ہے"۔ (ضرورۃ الامام صفحہ ۴۴)

نیز نشان نمائی کیلئے عالمگیر سطح پر بار بار دعوت دی خصوصاً عیسائی پادریوں اور لیڈروں کو للکارا کہ:

"اُٹھو عیسائیو! اگر کچھ طاقت ہے تو مجھ سے مقابلہ کرو۔ اگر مَیں جھوٹا ہوں تو مجھے بے شک ذبح کر دو"۔ (سراج دین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب)

اس کے علاوہ حضور علیہ السلام نے برطانوی حکومت کے سامنے یہ تجویز پیش فرمائی کہ نمائندگانِ مذاہب کی ایک کانفرنس منعقد کی جائے جس میں ہر نمائندہ اپنے مذہب کا ثبوت دے اور نشان پیش کرے۔ فرمایا:

"اگر اس جلسہ کے بعد .... ایک سال کے اندر میرے نشان تمام دنیا پر غالب نہ ہوں تو مَیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ مَیں راضی ہوں اِس جرم کی سزا میں سولی دیا جاؤں۔ اور میری ہڈیاں توڑی جائیں"۔ (تریاق القلوب روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۹)

مگر کسی کو مردِ میدان بن کر آپ کے سامنے دم مارنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اور آپ کی یہ اعجاز نمائی کا پہلو آج تک اپنی پوری آب و تاب سے جگمگا رہا ہے۔ اور آپ کے ذریعہ ظاہر ہونے والے نشانات بحرِ ذخّار کی طرح موجیں مار رہے ہیں۔

آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

موجودہ زمانے میں قرآن مجید کی عظمتِ شان کا اظہار حضور علیہ السلام کی احیائے اسلام کے تعلق میں ایک ایسی عظیم اسلامی خدمت ہے جو ایک مامور ربانی ہی سر انجام دے سکتا تھا۔ آپ نے یقینی اور قطعی دلائل سے ثابت کیا کہ قرآن مجید، سنّت رسولؐ اور حدیث رسولؐ پر مقدم ہے۔ وہ بلاشک و شبہ کلامِ الٰہی ہے جس کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک سطر بے نظیر ترتیب اور آفاقی نظام رکھتا ہے۔ اور اپنے اعجاز کے ساتھ ساتھ ہر قسم کی تحریف و تبدل سے پاک اور محفوظ ہے۔ اب کسی کی مجال نہیں کہ اس کا ایک نقطہ یا شعشہ بھی منسوخ کر سکے۔ نیز غیر مسلموں کی طرف سے وارد ہونے والے تمام اعتراضاتِ باطلہ کو ردّ کر کے قرآن کریم کی شان کو نکھار دیا اور فرمایا:

"جاننا چاہئے کہ کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر ایک اہلِ زبان پر روشن ہو سکتا ہے جس کو پیش کر کے ہم ہر ایک ملک کے آدمی کو خواہ ہندی ہو یا پارسی یا یورپین یا امریکن یا کسی اَور ملک کا ہو، ملزم و ساکت و لاجواب کر سکتے ہیں۔ وہ غیر محدود معارف و حقائق و علوم حکمیہ قرآنیہ ہیں جو ہر زمانہ میں اُس زمانہ کی حاجت کے موافق کھلتے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک زمانہ کے خیالات کا مقابلہ کرنے کیلئے مسلح سپاہیوں کی طرح کھڑے ہیں۔ .... کوئی شخص برہمو یا بدھ مذہب والا یا آریہ یا کسی اَور رنگ کا فلسفی کوئی ایسی الٰہی صداقت نکال نہیں سکتا جو قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو۔ قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۵ تا صفحہ ۳۱۲ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۵۵ تا صفحہ ۲۵۸)

کسرِ صلیب

سامعین کرام! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح موعود کا ایک بڑا اور اہم ترین کارنامہ کسرِ صلیب بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ مسند احمد بن حنبل کی روایت تقریر کے ابتداء میں بیان ہو چکی ہے۔ بخاری شریف میں بھی یہ ذکر ہے کہ:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْحَرْبَ"۔ (بخاری کتاب بدء الخلق باب نزول عیسٰی بن مریم)

یعنی مجھے اُس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مسیح ابن مریم تم میں ضرور نازل ہونگے جو حکم اور عدل بن کر آئیں گے۔ وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جنگ کو موقوف کر دیں گے۔

عام مسلمان اس حدیث کا یہ سطحی مفہوم لیتے ہیں کہ مسیح موعود آکر لکڑی یا دھات وغیرہ کی بنی ہوئی ظاہری صلیبوں کو توڑتا پھرے گا۔ حالانکہ یہ تو ایک بیکار اور لغو کام ہوگا۔ دراصل اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود، عیسائیوں کے بنیادی عقیدہ کا بطلان ثابت کرے گا۔ چنانچہ علاّمہ بدرالدین العینی (۱۳۶۱ھ تا ۱۴۵۱ھ) عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۵ صفحہ ۵۸۴ (مصری) میں لکھتے ہیں:

"فُتِحَ لِیْ ھُنَا مَعْنًی مِنَ الْفَیْضِ الْاِلٰھِیِّ وَھُوَ اَنَّ الْمُرَادَ مِنْ کَسْرِ الصَّلِیْبِ اِظْھَارُ کِذْبِ النَّصَارٰی"۔

یعنی مجھے کسر صلیب کے معنی الہاماً بتائے گئے ہیں اور وہ یہ کہ مسیح موعود آکر نصاریٰ کے کذب کا خوب اظہار کرے گا۔ پس صلیب توڑنے سے مراد مسیحی باطل عقائد کی تردید اور احقاقِ حق ہے۔ اور بطورِ خاص کسر صلیب کا ذکر اسلئے ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صلیب پر مَر کر بنی آدم کے موروثی گناہوں کیلئے کفّارہ ہو جانا ایک بنیادی اور کلیدی عقیدہ ہے جس کے باطل ثابت ہونے پر تمام عیسائیت کی عمارت ہی پیوند خاک ہو جاتی ہے۔ خود مسیحی مفکّرین بھی اس اعتقاد کو اصل الاصول، انتہائی اہم اور اساسی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ پولوس رسول نے خود لکھا ہے کہ:

"اگر مسیح جی نہیں اُٹھا تو ہماری منادی بھی بے فائدہ اور تمہارا ایمان بھی بے فائدہ"۔
(کرنتھیوں ۱۴:۱۵)

اور اِسی بنیاد پر مشہور امریکن پادری ڈاکٹر زویمر نے بھی لکھا ہے کہ:

(ترجمہ) "انسان اللہ کے نزدیک گناہوں سے کس طرح بَری ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب صرف یہی ہے کہ مسیح کے کفّارہ والے یعنی صلیبی موت کے عیقدہ کے ذریعہ سے، کسی اَور واسطہ سے ہرگز نہیں۔ اور نہ کسی اَور انجیل سے۔ اگر ہمارا صلیبی موت پر ایمان غلط ثابت ہو جائے تو پھر ہماری ساری مسیحیت بھی باطل ہو جائے گی"۔ (البرّ العجیب فی فخر الصلیب صفحہ ۴۰ مطبوعہ مصر)

چنانچہ مسیحیت کے اِس "بنیادی ستون" کو توڑنے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگویوں کے مطابق عقلی و نقلی دلائل اور تاریخی شواہد سے اِس بات کو ثابت فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام یہودیوں کی سازش سے صلیب پر چڑھائے ضرور گئے تھے لیکن صلیب پر اُن کی موت واقع نہیں ہوئی بلکہ وہ زندہ اُتار لئے گئے تھے۔ اناجیل کے بیان کے مطابق صلیب پر وہ صرف اڑھائی یا تین گھنٹے تک رہے۔ اس عرصہ میں زخموں اور بھوک پیاس کی تکلیف سے کسی کی جان نکلنی ممکن ہی نہیں۔ خصوصاً جبکہ دستور کے مطابق اُن کی ہڈیاں بھی نہیں توڑی گئیں۔ اور جب اُن کی پسلی میں ایک سپاہی نے بھالا چبھویا تو بہتا ہوا خون نکلا جو زندگی کی علامت ہے۔ اس کے بعد ایک کشادہ زمین دوز کمرے میں اُنہیں رکھ کر زخموں کا علاج اُس مشہور مرہم سے کیا گیا جس کا ذکر مرہم عیسیٰ کے نام سے یہودیوں- عیسائیوں، مجوسیوں اور مسلمانوں کی قرابادینوں اور طب کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ اور پھر غور طلب بات یہ ہے کہ آدمی زندہ ہو تو اس کے زخموں کا علاج کیا جاتا ہے مُردہ شخص کے زخموں کا علاج کیا کوئی عقلمند آدمی کر سکتا ہے؟ اس واقعہ کے تین دن بعد حضرت مسیحؑ اپنے حواریوں سے ملے۔ اس کے بعد یروشلم سے گلیل تک ستّر کوس کا فاصلہ پیدل چل کر گئے ہیں۔ یہ سب اُمور اس بات کا ثبوت ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام ہرگز صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ زخموں کی شدّت کی بناء پر سخت قسم کی بے ہوشی آپؑ پر طاری تھی۔ صحت یاب ہونے کے بعد فلسطین سے ہجرت کر کے عراق اور افغانستان سے ہوتے ہوئے ہندوستان کے علاقہ کشمیر میں بنی اسرائیل کے اُن دس قبائل کی طرف گئے جنہیں بخت نصر بادشاہ نے فلسطین سے جلا وطن کر دیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تاریخی شواہد سے یہ بھی ثابت فرمایا کہ افغانستان اور کشمیر میں اسرائیلی قومیں آباد ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اپنی تصانیف راز حقیقت (۱۸۹۸ء) نور القرآن (۱۸۹۸ء) اور مسیح ہندوستان میں (۱۸۹۹ء) میں تفصیل کے ساتھ ان تمام تاریخی شواہد اور عقلی و نقلی دلائل کو درج کر کے عیسائیوں کے بنیادی ستون کو پاش پاش کر دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"جب تم مسیح کا مُردوں میں داخل ہونا ثابت کر دو گے تو اُس دن تم سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دنیا سے رُخصت ہوا۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک اُن کا خدا فوت نہ ہو اُن کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا۔ اَور دوسری تمام بحثیں اُن کے ساتھ عبث ہیں۔ اُن کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ ابھی تک مسیح ابنِ مریمؑ آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کرو پھر نظر اُٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے؟ چونکہ خدا تعالیٰ بھی یہ چاہتا ہے کہ اِس ستون کو ریزہ ریزہ کر کے یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہَوا چلاوے، اِسی لئے اُس نے مجھے بھیجا"۔ (ازالہ اَوہام)

حضرات! ابھی ایک صدی قبل کی بات ہے کہ اسلام کے خلافت عیسائیت کی یورش اور یلغار اس قدر زبردست تھی کہ خود مسلمان بھی انتہائی

پریشانی اور مایوسی سے دوچار تھے۔ عالمِ اسلام کے مراکز پر عیسائیت کا بھرپور حملہ اس قدر شدید اور خطرناک تھا کہ مسیحی مفکرین اور منادّ تہران اور بغداد ہی میں نہیں بلکہ خاص مکّہ کے حرم اور خانۂ کعبہ پر مسیحیت کا جھنڈا لہرانے کا خواب دیکھ رہے تھے۔ لیکن جب مسیحِ محمدیؑ کے ذریعہ پیشگوئی یکسر الصّلیب کے مطابق دلائل اور براہین کی رُو سے صلیب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے تو ابھی ایک صدی بھی نہیں گزری ہے کہ اقوامِ عالم میں ایک عظیم انقلاب رونما ہو رہا ہے۔ اور نئی نئی تحقیقات سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ مسیحِ محمدیؑ نے کسرِ صلیب کا کام بروقت کیا ہے اور برحق کیا ہے۔ چنانچہ بیسویں صدی کے عیسائی علماء نے اناجیل کے بعض قدیم نسخوں کی دریافت اور گہرے مطالعہ کے بعد یہ ثابت کر دیا ہے کہ اناجیل مرقس اور لوقا میں حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا واقعہ الحاقی ہے یعنی بعد میں اس بات کو داخل کیا گیا ہے ورنہ ابتدائی انجیلوں میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔

اِسی طرح ۱۸۷۳ء میں مصر میں اسکندریہ کے آثارِ قدیمہ میں ایک قدیم یونانی راہب خانے سے واقعہ صلیب سے تھوڑا ہی عرصہ بعد کا لکھا ہوا ایک خط ملا جو ایسینی فرقہ کے راہب نے اپنے سلسلہ کے ایک رُکن کو یروشلم سے ارسال کیا تھا۔ یہ خط ۱۹۰۷ء میں امریکن بک کمپنی شکاگو نے "THE CRUCIFIXION BY AN EYE WITNESS" کے نام سے شائع کیا ہے۔ اس میں مسیح کو صلیب دیئے جانے کا چشم دید واقعہ یوں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب سے بیہوشی کی حالت میں زندہ ہی اُتار لیا گیا تھا۔ اور ایسینی طبیب نقدیموس نے آپؑ کے زخموں کا علاج کیا۔ اور آپ خفیہ طور پر یروشلم سے ہجرت کر گئے۔

ایک اور جدید تحقیق کسرِ صلیب سے متعلق وہ کفن کا کپڑا ہے جس میں واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح کو لپیٹا گیا تھا۔ نئی تحقیقات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مسیح صلیب سے زندہ اُتارے گئے تھے اور جب آپ کو کفن میں لپیٹا گیا تو آپؑ کا دِل حرکت کر رہا تھا۔ اور آپؑ کے زخموں سے خون بہہ رہا تھا۔ یہ مقدس کفن آج بھی اٹلی کے شہر تورن (Turin) میں موجود ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کامیاب کسرِ صلیب ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ یورپ کا نوجوان طبقہ اب عیسائیت سے بیزار ہوتا چلا جا رہا ہے۔ بیشمار گرجا گھروں کو فروخت کئے جانے کی نوبت آچکی ہے۔ قصرِ عیسائیت تو اب پیوند خاک ہوا ہی چاہتا ہے۔ کیونکہ اس کے ستون ٹوٹ چکے ہیں۔ چنانچہ روزنامہ "Times" لنڈن کی ۷ر جنوری ۱۹۶۷ء کی اشاعت میں ایک آرٹیکل شائع ہوا ہے جس کا عنوان یہ ہے کہ "جب عیسائیت کے ستون ٹوٹ چکے ہیں" مقالہ نگار نے جو خود عیسائی ہے یہ لکھا:

"عیسائیت کے ستون ایک ایک کر کے ٹوٹ گئے ہیں۔ یعنی کنواری کا بچہ پیدا ہونا۔ مسیح کا مرنے کے بعد جی اُٹھنا اور معجزات.... ہمارے لئے صرف ایسا خدا رہ گیا ہے جو نہ خالق ہے نہ باپ بلکہ بطور تخیّل ہے"۔ (بحوالہ الفضل ربوہ ۲۴ر مارچ ۱۹۶۷)

ہالینڈ کا پریس "اسلامی ہلال یورپ کے اُفق پر" کے عنوان سے لکھتا ہے کہ:

"یورپ کا نوجوان طبقہ عیسائیت سے کچھ بیزار ہو رہا ہے۔ اور اس کے نتیجے میں وہ کسی بھی دوسری چیز کو قبول کرنے کیلئے آمادہ ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف اسلام یورپ میں اتحاد کا علم لئے ہوئے ہے۔ اور یہ نوجوان اُدھر مائل ہو رہے ہیں"۔ (بحوالہ الفرقان ربوہ اکتوبر ۱۹۶۶ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت ہی پُر شوکت انداز میں فرمایا تھا کہ:

"یاد رکھو کہ جھوٹی خدائی یسوع کی بہت جلد ختم ہونے والی ہے۔ وہ دن آتے ہیں کہ عیسائیوں کے سعادت مند لڑکے سچے خدا کو پہچان لیں گے"۔ (سراجِ منیر صفحہ ٦٦)

چنانچہ اب وہ وقت بالکل قریب ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے الفاظ میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ۔

آرہا ہے اِس طرف اَحرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر اَز جاں نثار

سامعین کرام! یہ صرف ہماری خوش فہمی یا خودستائی نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِس زبردست کارنامے اور اسلامی خدمات کا اعتراف مخالفین احمدیت کو بھی ہے۔

چنانچہ مرزا حیرت دہلوی نے حضور علیہ السلام کی وفات پر تحریر کیا:

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اُس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اُس نے مناظرے کا بالکل رنگ ہی بدل دیا۔ اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔ جو بے نظیر کتابیں آریوں اور عیسائیوں کے مذہب کے ردّ میں لکھی ہیں اور جیسے دندان شکن جواب مخالفینِ اسلام کو دیئے ہیں، آج تک معقولیت سے اُن کا جواب الجواب ہم نے تو نہیں دیکھا.... آج سارے پنجاب بلکہ بلندیٔ ہند میں بھی اِس قوت کا لکھنے والا کوئی نہیں... واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے.... اس نے ہلاکت کی پیشگوئیوں، مخالفتوں اور نکتہ چینیوں کی آگ میں سے ہو کر اپنا راستہ صاف کیا۔ اور ترقی کے انتہائی عروج تک پہنچ گیا۔ اس کے ہر دعویٰ پر اس کے مریدوں کی طرف سے آمنّا و صدّقنا کی صدائیں بلند ہوتی تھیں۔ اور ان آوازوں سے ہر شخص یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ مرحوم کو اس کی زندگی میں کتنی کامیابی نصیب ہو گئی تھی"۔ (کرزن گزٹ یکم جون ۱۹۰۸ء)

مولانا ابوالکلام آزاد نے حضور علیہ السلام کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا کہ:

"وہ شخص، بہت بڑا شخص، جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے تھے اور جس کی مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کیلئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ قیامت ہو کر خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا تھا.... ایسے نازش فرزندانِ تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں۔ اور جب آتے ہیں تو دنیا میں انقلاب کر کے دکھا جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کی رحلت کے ساتھ مخالفینِ اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اِس شاندار رفعت کا جو اُس کی ذات سے وابستہ تھی، خاتمہ ہو گیا۔ اُن کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جنرل کا فرض پورا کرتے رہے، ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اِس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے۔ تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے عرصہ تک ہمارے دُشمنوں کو پست و پائمال بنائے رکھا۔ آئندہ بھی جاری رہے.... مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابل پر اُن سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اِس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دِل سے تسلیم کرنی پڑی ہے۔ اس لئے کہ وہ وقت ہرگز لوحِ قلب سے نسیاً منسیا نہیں ہو سکتا جبکہ اسلام، مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان کچھ نہ کرتے تھے یا نہ کر سکتے تھے... ہندوستان آج مذاہب کا عجائب خانہ ہے۔ اور اِس میں کلام نہیں کہ مرزا صاحب میں ان مختلف مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی مخصوص قابلیت تھی۔ آئندہ اُمید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اِس شان کا شخص پیدا ہو جو اپنی اعلیٰ خواہشیں محض اِس طرح مذاہب کے مقابلہ میں صرف کر دے"۔ (اخبار "وکیل" امرتسر ۱۹۰۸ء)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احیائے اسلام اور کسرِ صلیب کا جو عظیم کارنامہ اور بے مثال اسلامی خدمات سرانجام دی ہیں وہ اِس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ محبت الٰہی اور عشقِ رسولؐ آپؑ کے رگ و ریشہ میں رچ بس گیا تھا۔ آپؑ کے دِل کی یہ بیساختہ اور پُر جوش آواز تھی۔

بعد از خدا! بعشقِ محمدؐ مخمّرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

ایسے سچے عاشقِ رسولؐ۔ اسلام کے فدائی اور غلبہ اسلام کے مجاہد اعظم کو جو لوگ گستاخ رسول اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر آپؑ کی جماعت کو اسلام کیلئے سنگین خطرہ بتاتے ہیں وہ ذرا اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں کہ دعویٰ اسلام کے باوجود انہوں نے سوائے تفرقہ بازی اور کُفر سازی کے کیا کارنامہ سر انجام دیا ہے۔ دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیدا کردہ عظیم روحانی انقلاب کا زندہ ثبوت آپؑ کی قائم کردہ مقدس الٰہی جماعت، جماعتِ احمدیہ ہے جو احیائے اسلام کی علمبردار ہے۔ جو خلافت علیٰ منہاج نبوّت کی امین اور تشنہ کام روحوں کیلئے آبِ حیات ہے۔ مایوس انسانیت کیلئے اُمید و رجا کا پیغام ہے۔ مُردہ دِلوں کیلئے ایک انقلاب انگیز صدائے "قم باذن اللہ" ہے۔ یہ چشمۂ ھُدیٰ کی وہ برقی ت ہے جس کے سامنے افکارِ باطلہ اور سحرِ مغرب جل کر خاکستر ہو جاتے ہیں۔ یہ اُس ندائے ایمان کا نام ہے جس سے محبّت الٰہی کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ اور مومنوں کے قلوب خدمتِ خلق اور اشاعتِ اسلام کے جذبے سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ ہاں! یہ وہی جماعت ہے جس نے امنِ عالَم کو بحال کرنے کیلئے بھٹکی ہوئی مخلوق کو جادۂ اعتدال پر لانے اور محبت اور پیار سے سب کے دلوں کو جیت کر غلبہ اسلام کی مہم کو کامیاب بنانے کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ اَب دنیا کی کوئی طاقت بھی اِس کے مقاصد اور کامیابی کی راہ میں روک نہیں بن سکتی۔ کیونکہ خدا کی تائید ہمارے ساتھ ہے۔

مَیں اپنی اِس تقریر کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِن الفاظ اور دُعا پر ختم کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور آسمان جوش میں ہے کہ اِس قدر آسمانی نشان ظاہر کرے کہ اسلام کی فتح کا نقارہ ہر ایک ملک اور ہر ایک حصۂ دنیا میں بج جاوے۔ اَے قادر خدا! تو جلد وہ دِن لا کہ جس فیصلہ کا تو نے ارادہ کیا ہے وہ ظاہر ہو جائے اور دنیا میں تیرا اجلال چمکے اور تیرے دین اور تیرے رسول کی فتح ہو۔ آمین ثم آمین"۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۸۶-۸۷)

اِس دیں کی شان و شوکت یارب مجھے دکھادے
سب جھوٹے دیں مٹادے میری دُعا یہی ہے

☆ ☆ ☆ ☆

پالاکرتی (آندھرا) میں جلسہ یوم تبلیغ کا انعقاد

مورخہ ۲۰۰۰-۱-۲۳ کو مکرم عباس علی صاحب شمس صدر جماعتِ احمدیہ پالاکرتی کی قیادت میں "یوم تبلیغ" منایا گیا۔ صبح ۹ بجے اجتماعی دُعا کے بعد لٹریچر تقسیم کرنے کیلئے احباب نکلے۔ ۲۱۰ آدمیوں کو جماعتِ احمدیہ کا تعارف کروایا گیا۔ اور لٹریچر دیا گیا۔ ۲۵ آدمیوں کو خاص طور سے سوال و جواب اور گفتگو کے ذریعہ اسلام و احمدیت کا پیغام دیا گیا۔ محمد غوث صاحب اور بعض لیڈروں کو اسلامی لٹریچر پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لوگوں پر اس کا نیک اثر پڑا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اس کے دور رس نیک نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین (سید رسول نیاز نائب نگران اعلیٰ آندھرا)

حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور

(تقریر محترم مولانا محمد حمید کوثر صاحب استاذ جامعہ احمدیہ قادیان بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۸)

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْأُمِّيّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ٥ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ٥(سورۃ الجمعہ ۳-۴)

یاد وہ دن جبکہ کہتے تھے یہ سب ارکانِ دیں
مہدی موعود حق اب جلد ہوگا آشکار
کون تھا جس کی تمنا یہ نہ تھی اِک جوش سے
کون تھا جس کو نہ تھا اُس آنے والے سے پیار
پھر وہ دن جب آگئے اور چودھویں آئی صدی
سب سے اوّل ہوگئے منکر یہی دیں کے منار
پھر دوبارہ آگئی اَحبار میں رسمِ یہود
پھر مسیح وقت کے دشمن ہوئے یہ جُبّہ دار

اگر ہم دنیا میں موجود بڑے بڑے اور اہم مذاہب کی مذہبی کتب کا مطالعہ کریں تو اِن سب کتب میں ایک پیشگوئی یا پیش خبری مشترکہ طور پر پائی جاتی ہے، وہ یہ کہ آخری زمانہ میں اللہ تعالیٰ کسی "انسان" کو انسانوں کی اصلاح کیلئے بھجوائے گا۔ اسلامی کتب میں اُس کا نام امام مہدی مسیح موعود اور مجدد آخر الزماں آیا ہے۔ یہودی کتب میں اُسے مشرق میں ظاہر ہونے والا صدیق (یعنی سچا انسان) کہا گیا ہے۔ عیسائی کتابوں میں "مسیح" کی آمد کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ ہندو کتب میں "کلکی اوتار" یا کرشن کے نام سے اُس کا ذکر آیا ہے۔ سکھ مذہب میں پر گنے بٹالہ والے گرو، کے طور پر اُس کا ذکر ملتا ہے۔ اِن تمام پیشگوئیوں میں ذکر ہونے والے نام صفاتی ہیں اور یہ سب ایک ہی شخص کے متعلق ہیں اور اُسی کے گرد گھومتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ۔ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً۔ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ٥ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا...(الانبیاء-۷۳) اور ہم نے اُسے اسحاق بھی بخشا اور یعقوب بھی بطور پوتے کے دیا۔ اور ہم نے سب کو نیک بنایا۔ اور ہم نے اُن کو (لوگوں کا) امام بنایا وہ ہمارے حکم سے اُن کو ہدایت دیتے تھے۔

اِس آیت سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ استدلال فرمایا ہے کہ مذکورہ بالا انبیاء اپنے اپنے زمانہ میں امام مہدی تھے۔ امام کے معنے لوگوں کی پیشوائی اور راہنمائی کرنے والا اور اُن کے آگے آگے چلنے والا، کے ہوتے ہیں۔ اور مہدی کے معنے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہو۔ امام مہدی کے صفاتی نام میں یہ بات مضمر تھی کہ آنے والا موعود گذشتہ انبیاء کی طرح ایک نبی ہوگا۔ مگر ایک فرق کے ساتھ کہ وہ کوئی الگ شریعت یا "کتاب" لے کر نہیں آئے گا۔ بلکہ شریعت محمدیہ کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ اور اُسی کو دنیا میں قائم کرے گا۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات میں اُن کی آمد کی پیشگوئی ہے۔ ان میں سے بعض کا ذکر وقت کی رعایت سے کیا جاتا ہے۔

خاکسار نے اپنی تقریر کے شروع میں سورۃ جمعہ کی آیت نمبر تین اور چار کی تلاوت کی تھی۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "وہی خدا ہے جس نے ایک اَن پڑھ قوم کی طرف اُنہی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا جو اُن کو خدا کے احکام سناتا ہے اور اُن کو پاک کرتا ہے۔ اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے، گو وہ اِس سے پہلے بڑی بھول میں تھے۔ اور اُن کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی (وہ اُسے بھیجے گا) جو ابھی تک اُن سے ملی نہیں"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے استعارۃً سیدنا محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دوسری بعثت کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ کسی بعد میں آنے والی امت کی تربیت آپ اُسی رنگ میں فرما سکتے ہیں جبکہ آپ کا کوئی ظل اور بروز مبعوث کیا جائے۔ جس کا آنا گویا آپ کا آنا ہو اور جو آپؐ سے فیض پاکر آپ کے قدم پر آپؐ کی امت کی اصلاح کا کام کرے۔ اور یہی مہدی ہے۔ جو فارسی الاصل ہوگا اور آخرین کو اُمیین سے ملانے کا رابطہ اور ہمزہ وصل ہوگا۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے آپؐ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ آخرین یعنی دوسری قوم کون ہے۔ اِس پر آپ نے ایک صحابی سلمان فارسیؓ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

لَوْكَانَ الایمانُ عِنْدَ الثریا لَنَالَهٗ رجلٌ اورجالٌ مِنْ هؤلاء۔ (البخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعۃ)

لوكان الايمان عند الثريا لذهب به رجلٌ مِنْ ابناء فارس حتى يتناوله (کنز العمال ج ٦ ص ٢٦٤)

اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا گیا یعنی دنیا سے گویا بالکل مفقود ہو گیا تو پھر اِن اہل فارس میں سے ایک شخص اس کو وہاں سے اتار لائے گا۔ اور اُسے دنیا میں پھر قائم کردے گا۔

دوسری آیت جس میں مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام کی بعثت کا ذکر ہے وہ سورۃ الصّف آیت نمبر ۷ ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِىْ مِنْۢ بَعْدِى اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ٥

یاد کرو جب عیسیٰ ابن مریم نے اپنی قوم سے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں اللہ کی طرف سے تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہوں۔ جو کلام میرے آنے سے پہلے نازل ہو چکا ہے یعنی تورات اُس کی پیشگوئیوں کو میں پورا کرتا ہوں۔ اور ایک ایسے رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو کہ میرے بعد آئے گا۔ جس کا نام احمد ہوگا۔

اِس قرآنی پیشگوئی کے پہلے مصداق ہمارے آقا حضرت محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اِس پیشگوئی کا ظہور دوسری مرتبہ آپ کی بعثت ثانیہ کے ذریعہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کے ذریعہ ہوا۔ اِن قرآنی الفاظ میں عیسیٰ ابن مریمؑ فرماتے ہیں کہ "مبشرا" میں بشارت یا خوشخبری دینے والا ہوں۔

عربی میں بشَر۔ يبشّر تبشيراً : فرّحه و بلّغهٗ البشرى۔ یعنی اُس نے اُس کو خوش کیا اور اُس کو خوشخبری پہنچائی۔ اور اسی لفظ سے مُبَشِراً۔ اسم فاعل ہے یعنی خوشخبری پہنچانے والا۔

اب جہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے متعلق خوشخبری دینے کا تعلق ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً تیرہ سو سال قبل آنحضرتؐ کے بارے میں پیشگوئی فرمائی تھی، جو کہ توریت استثناء باب ۳۳ آیت ایک اور دو نیز استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ میں مذکور ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے کم از کم ایک ہزار پہلے زبور باب ۴۵ آیت ۱ تا ۲۸ میں سیدنا محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بارے میں پیشگوئی فرما چکے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً ساڑھے نو سو سال پہلے غزل الغزلات باب ۱۰ تا ۱۶ میں پیشگوئی فرما چکے تھے۔

یسعیاہ نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً آٹھ سو سال قبل باب ۵۳ آیت ۱۰ تا ۱۳ میں آنحضرتؐ کی آمد کے بارے پیشگوئی کر چکے تھے۔

اب اگر اسی خبر کو جسے کم از کم چار انبیاء پہلے ہی بتا چکے تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دوہرا رہے ہوتے تو وہ "مبشرا" یعنی خوشخبری دینے والے کیسے ہو سکتے ہیں؟ عام طور پر انسان جو اچھی خبر پہلی بار سنتا ہے وہی اُس کیلئے خوشخبری یا بشارت کہلاتی ہے۔ پرانی خبر یا بار بار سنی ہوئی خبر کو خوشخبری یا بشارت نہیں کہا جا سکتا۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ عید الفطر کا چاند نکل آیا ہے۔ جو شخص یہ خبر پہلی بار سنے گا اُس کیلئے تو یہ خوشخبری ہوگی۔ مگر جو یہ خبر پہلے کئی بار سن چکا ہو، اُس کیلئے تو خوشخبری نہ ہوگی۔ اور جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ اولیٰ کے بارے میں تو کم از کم چار انبیاء پیشگوئیاں فرما چکے تھے۔ اگر اُسی خبر کا ذکر عیسیٰ علیہ السلام بھی کرتے تو وہ کوئی خوشخبری نہ تھی۔

بلکہ اصل "خوشخبری یہ تھی کہ سیدنا محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دوسری بعثت آخرین میں جمالی رنگ میں ہوگی۔ اور جس کی پیشگوئی کرنے والے، یعنی عیسیٰ ابن مریم سے بھی مماثلت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید سورہ ھود میں فرماتا ہے۔

"اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً (۱۸) پس کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر قائم ہے اور جس کے پیچھے بھی اُس کی طرف سے ایک گواہ آئے گا جو اُسی میں سے ہے، ایک جھوٹے مدعی جیسا ہو سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو خبر دی کہ اُن کے بعد دو شاہد نبی آئیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو کہا "میں اپنے دو شاہدوں کو اختیار دوں گا اور وہ ٹاٹ اوڑھے ہوئے ایک ہزار دو سو ساٹھ دن نبوّت کریں گے...(مکاشفہ باب ۲۰ فقرہ ۱۱)

قرآن مجید نے اِس پیشگوئی کی تصدیق فرمائی۔ چنانچہ اِس پیشگوئی کا پہلا حصہ سیدنا حضرت محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ذریعہ پورا ہوا۔ آپ شاہد رسول تھے جیسا کہ اللہ نے فرمایا "اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلاً شَاهِداً عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلاً٥(المزمل ۱۶)

اے لوگوں ہم نے تمہاری طرف ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو تم پر شاہد (یعنی گواہ اور نگران) ہے۔

ہمارے عقیدہ کے مطابق دوسرے شاہد نبی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہیں۔ اور اُن ہی کی بعثت کے ذریعہ "وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ" کی قرآنی پیشگوئی پوری ہوئی۔ یہاں "منہ" کا لفظ اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ دوسرے شاہد کا امت محمدیہ میں سے ہونا ضروری تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں:

"اس جگہ خصوصیت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی ذکر ہے۔ جن کا نزول خدا تعالیٰ کی طرف سے اِسی رنگ میں ہونا تھا جیسے کہ پہلے بیّنہ کا نزول ہوا تھا"۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۱۶۷)

اس جگہ ہمارا سوال عیسائیوں اور خاص طور پر غیر احمدی بھائیوں سے یہ ہے کہ اگر حضرت مرزا

غلام احمد علیہ السلام اس پیشگوئی کے مصداق نہیں تو وہ دوسرا "شاہد" کہاں ہے؟ جسے انجیل اور قرآن مجید کی پیشگوئی کے مطابق ظاہر ہونا تھا؟

قرآن مجید کی اِن پیشگوئیوں کے بعد اب اُن پیشگوئیوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو احادیث میں موجود ہیں۔ چنانچہ ان احادیث کو ذکر کرنے سے پہلے اِس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ اگر قرآن مجید اور احادیث وانجیل پر غور کیا جائے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ سب کتابیں دو مسیحوں کا ذکر کرتی ہیں۔ ایک وہ مسیح جو آج سے دو ہزار سال پہلے بیت لحم (فلسطین) میں پیدا ہوئے۔ اور مریم کے بیٹے تھے۔ بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں ہندوستان کشمیر آئے اور ایک سو بیس سال کی عمر میں تمام انبیاء اور رسولوں کی طرح وفات پائی۔ سرینگر محلہ خانیار میں اُن کی قبر آج تک موجود ہے۔ دوسرے "مسیح" کا ذکر بھی ہمیں اِن ہی کتابوں میں ملتا ہے۔ جس نے آخری زمانہ میں ظاہر ہونا تھا۔ اور جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی بھی کہا ہے۔ اِن پیشگوئیوں کے مصداق حضرت بانی جماعت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہیں۔ بعض غیر احمدی بھائیوں کا یہ عقیدہ درست نہیں کہ "مسیح" اور "مہدی" دو الگ الگ شخص ہونگے۔ سیدنا محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی وضاحت سے فرمادیا "وَلَا الْمَهْدِيُّ الاعِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ" کہ مہدی کے علاوہ اور کوئی مسیح ابن مریم نہیں۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب شدۃ الزمان)

پھر فرمایا: يُوْشِكُ مَنْ عَاشَ فِيكُمْ اَنْ يَلْقٰى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اِمَامًا مَهْدِيًّا حَكَمًا عَدْلاً فَيَكْسِرُ الصليب وَيَقْتُلُ الخنزِيرَ...(مسند احمد بن حنبل راوی ابوہریرہؓ)

یعنی تم میں سے جو اُس وقت زندہ ہو وہ عیسیٰ بن مریم کو پائے گا جو امام مہدی ہونگے اور حَکَم و عَدل ہونگے۔ صحیح بخاری میں اِسی طرح کی ایک روایت ہے۔ والَّذِى نَفْسِى بيده لَيُوشِكَنَّ اَنْ يَنْزِلَ فيكم ابنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلاً فَيَكْسِرَ الصليبَ..." (بخاری کتاب الانبیاء)

یعنی قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ وقت آتا ہے کہ جب تم میں ابن مریم حکم وعدل کے طور پر نازل ہوگا۔ وہ صلیب کو توڑے گا۔ خنزیر کو قتل کرے گا۔

اِن حدیثوں کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمادی کہ امتِ محمدیہ میں پیدا ہونے والے مسیح کی ہی دوسری صفت مہدویت ہے۔ نیز اُس کے بعض کاموں کے بارے میں اپنی امت کو خبر دی۔ پیارے بھائیو! جیسا کہ آپ جانتے ہیں جب بیماری اپنی انتہاء کو پہنچ جائے تو اُسی وقت طبیب یا ڈاکٹر کی ضرورت شدت سے محسوس ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کے اہم کاموں میں سے ایک کام قتلِ دجال تھا۔ سب سے پہلے اِس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ دجال ہے کیا؟ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا "مَامِنْ نبى الّا قَدْ اَنْذَرَ اُمَّتَهُ الاَعْوَرَ الكذّاب الا انه اعورُ وانّ رَبَّكُمْ ليس باعور مكتوبٌ بين عَيْنَيْهِ ك.ف.ر" یعنی کوئی نبی نہیں گزرا جس نے اپنی امت کو یک چشم کذاب سے نہ ڈرایا ہو۔ خبردار ہوشیار ہو کر سن لو کہ وہ یک چشم ہے مگر تمہارا رب یک چشم نہیں۔ اس یک چشم دجال کی آنکھوں کے درمیان ک۔ف۔ز لکھا ہوگا۔

عربی لغت کے مطابق دجّال دَجَلَ يَدْجُلُ دَجْلاً سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنے کذاب یعنی سخت جھوٹے کے ہیں۔ دجال کے معنے ڈھانپ لینے والی چیز کے ہیں۔

یہاں ایک بات قابل ذکر ہے کہ قرآن مجید میں دجال کا ذکر لفظ "دجال" کے ذریعہ تو نہیں کیا گیا بلکہ دو بڑی طاقتوں یاجوج و ماجوج کا ذکر ملتا ہے۔ یاجوج وماجوج سے مراد دو سیاسی طاقتیں ہیں جو آگ سے کام لے کر صنعت میں بہت ترقی کریں گی۔ نیز مسلمان ممالک کو سیاسی سازشوں کے ذریعہ غصب کرنے کی کوششیں کریں گی۔ اور اس میں کسی حد تک کامیاب بھی ہو جائیں گی۔ دجال سے مراد مذہبی قوت ہے جو کہ سیاست کے زیر سایہ مسلمانوں کے دین اور اُن کے عقائد کو بدلوانے کیلئے ہر جائز وناجائز وسیلہ وحربہ استعمال کرے گی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام "آئینہ کمالات اسلام" میں فرماتے ہیں:

هذانِ (ياجوج و ماجوج) لِاسْمَانِ لقومٍ تفرَّق شُعبهُمْ فى زمانِنا هذا اخرالزمانِ وهُمْ فى وصف متشاركون وهم قوم الرُّوس و قوم البراطنة و اخوانُهُمْ والدجال فيهم فيج قِسّيسيْنَ وَ دُعاةُ الانجيْلِ الّذيْنَ يَخلِطُوْنَ الباطل بالحق ويَدْجُلُوْنَ..." (ص۴۵۹-۴۶۰)

یعنی یاجوج وماجوج ایک ایسی قوم کے دو نام ہیں جس کی شاخیں ہمارے اس آخری زمانہ میں دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں اور وہ اپنی صفات میں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں اور یہ قوم روس اور انگریز ہیں اور ان کے بھائی بند ہیں اور دجال ان میں پادریوں کی فوج ہے جو انجیل کی طرف دعوت دیتی ہے اور باطل اور حق کو ملا کر دجل سے کام لیتے ہیں۔

رسول کریمؐ نے دجال کے فتنہ سے بچنے کیلئے سورہ الکھف کی ابتدائی دس آیات پڑھنے اور ان پر غور کرنے کا حکم دیا۔ آپؐ نے فرمایا "عَنْ سُمْرة بن جندب عن النبى صلى الله عليه وسلم قال مَنْ قَرَءَ عَشَرَ اٰيَاتٍ مِنْ سورة الكهف حفظا لَمْ يَضُرُّهُ فتنة الدجال" (رواہ احمد و ابوداؤد و نسائی)

سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سورہ کہف کی دس آیات حفظاً پڑھے گا وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔

واضح رہے کہ قرآن مجید کوئی جنتر منتر کی کتاب نہیں کہ یہ آیات پڑھتے ہی انسان دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ بلکہ حفظاً پڑھنے سے مراد یہاں اِن آیات کو خوب سمجھ کر پڑھنا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ جو اِن آیات کو خوب سمجھ کر پڑھے گا وہ آگاہ رہے گا تو وہ فتنہ دجال یعنی فتنہ مسیحیت سے محفوظ رہے گا۔ دجال کے متعلق احادیث کی کتب میں بہت سی علامات اور پیشگوئیوں کا ذکر ملتا ہے۔ جن میں سے بہت سی پوری ہو چکی ہیں۔ بعض پوری ہو رہی ہیں۔ اور بعض آئندہ ہونگی۔ اِن میں سے وقت کی رعایت سے دو کا ذکر کیا جاتا ہے۔

سیدنا محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اِنَّ الدَّجالَ مكتوبٌ بين عَيْنَيْه ك.ف.ر يقرئهُ كُلُّ مومن كاتب و غير كاتب... کہ دجال کی پیشانی پر ک۔ف۔ر تین حروف لکھے ہونگے۔ چنانچہ اگر ہم اِن حروف کے عدد بنائیں تو 'ک' کے ۲۰ (بیس) 'ف' کے ۸۰ (اسّی) اور "ر" کے ۲۰۰ (دو سو) بنتے ہیں۔ یعنی دجال کی پیشانی یعنی اس کے مقدر و نصیب میں یہ لکھ دیا گیا ہے کہ دجال کا اثر ورسوخ زیادہ سے زیادہ تین سو سال اِس دنیا میں رہے گا، اور اس مدت کے اندر اندر اُس کا خاتمہ ہو جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

"مسیح" کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا، ہمارے سب مخالف جو اَب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اُن کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا۔ اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی۔ مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہیں اُترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ (تذکرۃ الشہادتین)

دجال کے بارے میں دوسری پیشگوئی

ایک دوسری پیشگوئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے بارے میں فرمائی وہ یہ کہ "فيَطلُبُهٗ حتى يُدْرِكَهٗ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهٗ" پس مسیح موعود دجال کا پیچھا کریں گے اور اُسے "بابِ لد" پر پالیں گے اور اُسے قتل کردیں گے۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن) یہاں اِس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ "لُد" سے کیا مراد ہے؟ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے "فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا" پس ہم نے تو اِس قرآن کو تیری زبان میں آسان کر کے اتارا ہے۔ تاکہ تو اس کے ذریعہ سے متقیوں کو بشارت دے اور اِس کے ذریعہ سے جھگڑالو قوم کو ہوشیار کرے۔ (مریم ۹۸) اب یہ جھگڑالو قوم کون ہے؟ اس کا ذکر اسی سورۃ کی آیت نمبر ۸۹ میں کیا گیا ہے "وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا" اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ خدائے رحمٰن نے بیٹا بنالیا ہے۔ اب یہ بات واضح ہوگئی کہ خدا کا بیٹا بنانے والے ہی قوماً لُدًّا یعنی جھگڑالو قوم ہے۔ عربی میں کہا جاتا ہے (لَدَّ يَلُدُّ لَدًّا : الرجُل) سخت جھگڑا کرنا۔ جھگڑے میں غالب آنا۔ اور باب سے مراد راستہ یا دروازہ اب "با باً لُدًّا" کا مطلب یہ بنا کہ مسیح موعود علیہ السلام از راہ مجادلہ ومناظرہ دجال کو پکڑ لیں گے اور اُس کو شکست دیں گے۔ اور اُس پر غالب آئیں گے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مناظروں کے ذریعہ دجال کے دَجَل کو نمایاں کر کے دکھایا اور اُن کے دلائل اور کوششوں کو پاش پاش کر دیا۔ آپ نے عیسائیوں کے خلاف مدلل کتابیں تحریر فرمائیں۔ ان کتابوں کو پڑھ کر یا ان کے دلائل سن کر دجال ایسے غائب ہوتا ہے جیسے روشنی کے سامنے اندھیرا۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہ آئے ہوتے تو ہندوستان کا حال بھی اسپین جیسا ہی ہوتا ہندوستان میں حضرت مسیح موعود نے دجالی سازشوں کو جس کامیابی کے ساتھ ناکام بنایا اس کا اعتراف ایک مسلمان مولانا نور محمد نقشبندی نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا:

اُسی زمانہ میں پادری لیفرائے پادریوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر اور حلف اُٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنالوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے روپیہ کی بہت بڑی مدد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا.... حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر بجسم خاکی زندہ موجود ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کیلئے اُس کے خیال میں کارگر ہوا۔ تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہوگئے۔ اور اُس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو۔ دوسرے انسانوں

کی طرح سے فوت ہو کر دفن ہو چکے ہیں۔ اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وُہ میں ہوں۔ پس اگر تم سعادت مند ہو تو مجھے قبول کر لو۔ اِس ترکیب سے اُس نے لیفرائے کو اِس قدر تنگ کیا کہ اُس کو پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا۔ اور اس ترکیب سے اُس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی۔ (دیباچہ ترجمہ قرآن صفحہ ۳۰)

صوبہ پنجاب میں مسیحیت کا آغاز اس طرح ہوا کہ امریکہ سے دو عیسائی مشنری ۱۵؍ اکتوبر ۱۸۳۳ء کو کلکتہ پہنچے اور وہاں گورنر جنرل لارڈ بنٹنگ کی پسندیدگی کے مطابق یہ فیصلہ ہوا کہ انگریزی مملکت کی سرحد پر ایک مشن قائم کیا جائے۔ چنانچہ پادری جے سی لوری ۵؍ نومبر ۱۸۳۴ء کو لدھیانہ پہنچ گیا۔ اور وہاں برطانوی حکمران نے اُسے مشن قائم کرنے میں ہر قسم کی مراعات دیں۔ زمین دلوائی۔ اور اِس طرح صوبہ پنجاب میں پہلا مسیحی گرجا بمقام لدھیانہ ۱۸۳۷ء میں تعمیر ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا عجیب تصرف ہے کہ اُس نے اِسی شہر لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ۲۰؍ رجب ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۳؍ مارچ ۱۸۸۹ء کو جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھوائی اور یہ اس بات کی طرف واضح اشارہ تھا کہ قتل دجال کی مہم کا آغاز اُسی شہر سے ہو رہا ہے جس کے نام کا ابتدائی لفظ "لد" ہے اور جس جماعت کی بنیاد لدھیانہ میں رکھی گئی ہے وہی ساری دنیا میں پھیل کر دجال کا قلع قمع کر دے گی۔

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود پر ایک سو سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ بہت سے غیر احمدی حضرات ابھی بھی اسی انتظار میں ہیں کہ مسیح موعود و مہدی معہود کا ظہور نہیں ہوا۔ اور اسی انتظار میں اپنی زندگی کے دن گزارتے چلے جا رہے ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث میں مذکور علامات کے مطابق اُسے چودھویں صدی کے سر پر ہی ظاہر ہونا تھا۔ چنانچہ حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"نواب صدیق حسن خان صاحب نے لکھا ہے کہ نزول مسیح میں کوئی شخص چودہویں صدی سے آگے نہیں بڑھتا یعنی جس قدر مکاشفات اور اخبار ہیں وہ تمام چودہویں صدی تک کی خبر دیتی ہیں۔ ترقی قمر میں بھی ۱۴ تک ہی معلوم ہوتی ہے۔ جیسے قرآن شریف میں ہے وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ" (البدر ۲۸؍ نومبر و ۵؍ دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۳۹) وقت کی رعایت سے چند مزید علامتیں عرض خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مومنوں سے یہ وعدہ کیا تھا "وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ... (النور ۵۶) اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔

اس آیت میں "منکم" سے مراد امت محمدیہ کے افراد ہیں جن سے خلافت کا وعدہ ہے۔ اِس اُمت کے خلفاء کو پہلے خلفاء کے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔ لفظ "کما" موسوی سلسلہ اور محمدی سلسلہ میں مشابہت کا تقاضا کرتا ہے۔ چنانچہ یہ مشابہت اِس طرح پوری ہوئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّا اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ (المزمل ۱۶) اے لوگو ہم نے تمہاری طرف ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے اُسی طرح جس طرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ یعنی سیدنا محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بانی اسلام اُسی طرح صاحب شریعت نبی تھے جیسے موسیٰ علیہ السلام بانی سلسلہ موسویہ صاحبِ شریعت نبی تھے۔ اِس طرح دو سلسلوں کے بانیوں میں یہ مشابہت پوری ہوئی۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات پر جب تیرہ سو سال گزر گئے اور چودھویں صدی شروع ہوئی تو مسیح ابن مریم کا ظہور ہوا۔ یہاں مشابہت اور مماثلت کا یہ تقاضا تھا کہ جب سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرہ سو سال گزر کر چودھویں صدی شروع ہوئی تو مسیح موعود و مہدی معہود ظاہر ہوتے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر کون آیا جس نے اِس چودہویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا کہ اِس عاجز نے کیا.... اور اگر یہ عاجز مسیح موعود ہونے کے دعویٰ میں غلطی پر ہے تو آپ لوگ کچھ کوشش کریں کہ مسیح موعود جو آپ کے خیال میں ہے انہیں دنوں میں آسمان سے اُتر آوے۔ کیوں کہ میں تو اس وقت موجود ہوں مگر جس کے انتظار میں آپ لوگ ہیں وہ موجود نہیں۔ اور میرے دعویٰ کا ٹوٹنا صرف اسی صورت میں متصور ہے کہ اب وہ آسمان سے اتر ہی آوے تا میں ملزم ٹھہر سکوں۔ آپ لوگ اگر سچ پر ہیں تو سب مل کر دُعا کریں کہ مسیح ابن مریم جلد آسمان سے اُترتے دکھائی دیں۔ اگر آپ حق پر ہیں تو یہ دُعا قبول ہو جائے گی۔ کیونکہ اہل حق کی دُعا مبطلین کے مقابل پر قبول ہو جایا کرتی ہے۔ لیکن آپ یقیناً سمجھیں کہ یہ دُعا ہرگز قبول نہیں ہو گی کیونکہ آپ غلطی پر ہیں۔ مسیح تو آچکا لیکن آپ نے اُس کو شناخت نہیں کیا۔ اب یہ امید موہوم آپ کی ہرگز پوری نہیں ہو گی۔ یہ زمانہ گزر جائے گا اور کوئی اُن میں سے مسیح کو اُترتے نہیں دیکھے گا"۔ (ازالہ اوہام حصہ اوّل صفحہ ۱۵۴ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۷۹)

اب آپ کی خدمت میں ایک ایسی پیشگوئی کا ذکر کیا جاتا ہے جس سے واضح ہو جائے گا کہ مسیح موعود و مہدی معہود کے ظہور کا وقت آج سے تقریباً ایک سو دس سال پہلے گزر چکا ہے۔ سیدنا محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے افراد کو ضلالت و گمراہی سے بچانے کیلئے بعض ایسی علامتیں بتائیں ہیں جس سے امام مہدیؑ کو شناخت کرنے اور اُن پر ایمان لانے میں دقت نہ ہو۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا اٰيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ۔ يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِى النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ" (سنن الدار قطنی باب صفۃ صلاۃ الخسوف والکسوف وھیئتھما)

یعنی ہمارے مہدی کیلئے دو نشان مقرر ہیں۔ اور جب سے زمین اور آسمان پیدا ہوئے ہیں یہ نشان کسی اور مامور کی صداقت کیلئے اُس کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے۔ اِن میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینے میں چاند کو تیرہویں قمری تاریخ اور سورج کو درمیانی دن یعنی اٹھائیسویں قمری تاریخ کو گرہن لگے گا۔ چنانچہ آج سے تقریباً ایک سو چار سال پہلے رمضان ۱۳۱۱ھ اور ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۴ء اور ۱۸۹۵ء میں بالترتیب ہندوستان اور امریکہ میں کروڑوں انسانوں نے یہ نشان کسوف خسوف مشاہدہ کیا۔ ہندوستان میں چاند گرہن ۲۱؍ مارچ اور سورج گرہن ۶ اپریل کو اور امریکہ میں چاند گرہن ۱۱؍ مارچ کو اور سورج گرہن ۲۶؍ مارچ کو وقوع پذیر ہوا۔

گرہن لگنے سے تقریباً چار سال پہلے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے مہدی و مسیح ہونے کا اعلان فرمایا تھا۔ اور چار سال کے عرصہ میں جب عوام و خواص کو اچھی طرح سے معلوم ہو گیا کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ مہدی و مسیح ہونے کا اعلان بار بار کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ نشان صرف اور صرف آپؑ کی صداقت کے اظہار کیلئے ظاہر فرمایا۔ چنانچہ حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

"میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ نشان میری تصدیق کیلئے ہے نہ کسی ایسے شخص کی تصدیق کیلئے جس کی ابھی تکذیب نہیں ہوئی۔ اور جس پر یہ شور تکفیر اور تکذیب اور تفسیق نہیں پڑا۔ اور ایسا ہی میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ اِس نشان سے صدی کی تعیین ہو گئی۔ کیونکہ جبکہ یہ نشان چودہویں صدی میں ایک شخص کی تصدیق کیلئے ظہور میں آیا تو متعین ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کے ظہور کیلئے چودہویں صدی ہی قرار دی تھی..." (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۳-۳۴ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۴۲)

وہ غیر احمدی حضرات جو مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے اب تک قائل نہیں ہیں، بلکہ کسی اور امام مہدی و مسیح موعود کا انتظار کر رہے ہیں اُن کی خدمت میں عرض ہے اگر فرض کریں کہ اُن کے عقیدے کے مطابق آئندہ کوئی اور امام مہدی آ بھی جائے اور چاند اور سورج کو گرہن لگ بھی جائے تب بھی حدیث کے الفاظ کے مطابق وہ اپنے دعویٰ میں سچا نہ ہو گا۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ بڑی وضاحت سے یہ خبر دے رہے ہیں کہ جب چاند و سورج کا رمضان میں مقررہ تاریخوں میں گرہن کسی کی صداقت کا نشان بنے گا، اُس وقت سے پہلے جب سے دنیا وجود میں آئی ہے کسی مامور من اللہ کی صداقت کا نشان نہیں بنا ہو گا۔ اب اگر فرض کریں کہ غیر احمدی حضرات کے خیال کے مطابق اگر کوئی مدعی مسیح و مہدی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے بعد آ جائے (جو کہ محال ہے) اور فرض کریں اُس کے زمانہ میں چاند و سورج کو گرہن لگ بھی جائے، تو وہ یہ دعویٰ ہرگز نہیں کر سکے گا کہ یہ نشان میرے سے پہلے کسی مدعی کی صداقت کے اظہار کیلئے ظاہر نہیں ہوئے۔ ایسے دعویٰ کی صورت میں تاریخ اُس کو جھٹلائے گی اور کہے گی کہ ۱۳۱۱ھ ۱۸۹۴ء میں یہ دونوں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی صداقت کے نشان بن چکے ہیں۔ جس پر کروڑوں انسان گواہی دے چکے ہیں۔ اسلئے تم جھوٹے ہو۔ سچا وہ تھا کیونکہ یہ نشان پہلی بار انہی کی صداقت کی دلیل و برہان بنا تھا۔ پرانے زمانہ میں ایک بادشاہ کا ایک گھوڑا اُسے بہت پیارا و عزیز تھا۔ ایک دفعہ وہ سخت بیمار ہو گیا اور مرنے کے قریب پہنچ گیا۔ بادشاہ نے گھوڑے

باقی صفحہ (17) پر ملاحظہ فرمائیں

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 2370509

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق کامل

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امام مہدی علیہ السلام

مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب قادیان استاذ مدرسۃ المعلمین

فرمان باری تعالیٰ ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ○ (سورہ آل عمران آیت نمبر ۳۲ رکوع ۴)

کسی سے بھی چاہے از قبیل حیوان ناطق ہو یا غیر ناطق محبت و عشق کرنے کے مختلف اصول و اسباب و علل ہوتے ہیں۔ قبل ازیں اس بات کا بھی معائنہ و مشاہدہ کرنا ایک لازمی امر ہے کہ جس ذات سے محبت و عشق پیدا کر رہے ہیں وہ کن اوصاف سے متصف ہے۔ کن اخلاق کی متحمل ہے۔ کہیں اقوال و افعال میں تضاد کی نسبت تو نہیں پھر اصول و اسباب کے تحت ہیں یا نہیں۔ حسن و جمال درجہ کمال کا ہے یا نہیں۔ اس لئے اس ذات کو اُجاگر کرنا بے حد ضروری ہے۔ مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس ہے۔ قارئین کرام کی خدمت میں سید المرسلین خاتم الانبیاء شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ مختصراً پیش ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت حسنہ پر علماء مورخین رطب اللسان ہیں لیکن کماحقہ کسی نے بھی حق نہیں ادا کیا۔ تاریخ کی معتبر کتابوں کا بھی نظر عمیق سے مطالعہ کریں تو کوئی نہ کوئی زاویہ خالی نظر آئے گا چاہے وہ سیرت ابن ہشام ہو تاریخ طبری ہو یا ابن الاثیر ہوں البتہ امیر المومنین فی الحدیث ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری جعفی نے تاریخ کبیر میں کوشش کی ہے۔ لیکن حق جل مجدہ نے کماحقہ ایک ہی جملہ ادا کر دیا اور اسی کو کہتے ہیں سمندر کو کوزے میں داخل کرنا۔ چنانچہ فرمایا اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔ (سورہ القلم آیت نمبر ۵ رکوع ا پارہ ۲۹)

حضرت سعید بن ہشام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے دریافت کیا۔ اس پر آپ نے جواب دیا کہ کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں پڑھا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا بس آپ کا خلق قرآن کریم تھا اور پھر آیت کریمہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ تلاوت کی۔ (تفسیر ابن کثیر جلد پنجم پارہ ۲۹ صفحہ ۱۲)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے حسین و جمیل تھے اور باعتبار اخلاق کے احسن تھے اور نہ ہی آپؐ طویل تھے اور نہ ہی قصیر (بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۵۰۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہی بتکلف و بے تکلف فحش گو تھے اور عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ اخلاق حسنہ کے متحمل تھے۔ (بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۵۰۳)

خلق عظیم کے متعلق حضرت مہدی زماں مسیح دوراں فرماتے ہیں کہ تمام قسمیں اخلاق کی سخاوت شجاعت، عدل، رحم، احسان، صدق، حوصلہ وغیرہ تجھ میں جمع ہیں۔ غرض جس قدر انسان کے دل میں قوتیں پائی جاتی ہیں جیسا کہ ادب، حیا، دیانت، مروت، غیرت، استقامت، عفت، زہادت، اعتدال، مواسات یعنی ہمدردی ایسا ہی شجاعت، سخاوت، عفو، صبر، احسان، صدق، حوصلہ، وفا وغیرہ جب یہ تمام طبعی حالتیں عقل اور تدبر کے مشورہ سے اپنے اپنے محل اور موقع پر ظاہر کی جائیں گی تو سب کا نام اخلاق ہوگا۔ اور یہ تمام اخلاق در حقیقت انسان کی طبعی حالتیں اور طبعی جذبات ہیں اور صرف اس وقت اخلاق کے نام سے موسوم ہوتے ہیں کہ جب محل اور موقع کے لحاظ سے بالارادہ ان کو استعمال کیا جائے چونکہ انسان کے طبعی خواص میں سے ایک یہ بھی خاصہ ہے کہ وہ ترقی پذیر جاندار ہے اسلئے وہ سچے مذہب کی پیروی اور نیک صحبتوں اور نیک تعلیموں سے ایسے طبعی جذبات کو اخلاق کے رنگ میں لے آتا ہے اور یہ امر کسی اور جاندار کیلئے نصیب نہیں (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۳۴)

تمام مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ درجہ کے اخلاق سے چچا اور بھتیجے میں بے حد درجہ کی محبت ہوگئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام شہر میں ہر دلعزیز بن گئے تھے حتّٰی کہ ابو طالب سیریا کے سفر میں آپؐ کو علیحدہ نہ کر سکے بلکہ ساتھ ہی لے گئے حالانکہ آپؐ کی عمر اس وقت نو برس کی تھی۔ اس سفر میں بحیرہ نامی راہب سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے اپنی فراست سے ابو طالب کو کہا کہ یہ لڑکا ایک نہایت ہی درجے کا عظیم الشان ہونے والا ہے اور انتہائی درجے کا روشن دماغ ہے حسن اخلاق اور فیاضی میں بے نظیر ہونے کے علاوہ یہ بے ریب قوم کو نجات دینے والا ہوگا اس کی سخت حفاظت کیجئے (ابن ہشام صفحہ ۱۱۴ ابن الاثیر جلد دوم صفحہ ۲۶ طبری صفحہ ۲۴۵)

کتب احادیث و تاریخ کے اوراق اس بات پر شاہد ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت داری و اخلاق حسنہ کے پیش نظر حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے پیغام نکاح ارسال کیا اور بڑے ہی شان و شوکت سے نکاح عمل میں آیا۔ (اصح السیر لِھٰذِی خیر البشرؐ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ندائے الٰہی سنائی اور دیکھا کہ تمام دنیا اس وعظ کی مخالفت کریگی اور حضرت خدیجہ کو حقیقت حال سے واقف کرایا اور فرمایا خدیجہ مجھے اپنی جان پر خوف طاری ہو رہا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا اَبْشِرْ فَوَاللّٰہِ لَایُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِیْثَ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ (بخاری شریف باب کیف کان بدؤ الوحی الی رسول اللہ و کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ اقراء)

ترجمہ بشارت حاصل ہو پس خدا کی قسم کبھی آپ کو اللہ ذلیل نہیں کریگا یقیناً آپ صلہ رحمی کرتے ہیں سچ بولتے ہیں اور مصیبت زدہ کی مصیبت برداشت کرتے ہیں اور مفلس و مفلوک الحال کی خبر گیری کرتے ہیں اور ضیوف کرام کی خدمت اور کار خیر میں وقتاً فوقتاً ہاتھ بٹاتے ہیں۔ غور کا مقام ہے پچپن سالہ بیوی آپ کی ہم شہر آپ کی ہم قوم جو پندرہ سال سے آپ کی ازدواجی زندگی ہی میں کیا شہادت دیتی ہیں۔ حضرت خدیجہ کی شہادت ایسے وقت میں جبکہ آپ غمگین اور مضطرب تھے غور کے قابل ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ صفات عظیم نہ ہوتیں تو خدیجہؓ کا بیان اس وقت ہرگز تسلی کا موجب نہ ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ و خصائل حمیدہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "... اخلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ صدہا مواقع میں اچھی طرح کھل گئے اور امتحان کئے گئے اور ان کی صداقت آفتاب کی طرح روشن ہوگئی اور جو اخلاق کرم اور جود اور سخاوت اور فتوت اور شجاعت اور زہد اور قناعت اور اعراض عن الدنیا کے متعلق تھے وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں ایسے روشن اور تاباں اور درخشاں ہوئے کہ مسیح کیا بلکہ دنیا میں آنحضرتؐ سے پہلے کوئی بھی ایسا نبی نہیں گزرا جس کے اخلاق ایسی وضاحت تامہ سے روشن ہوگئے ہوں۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے بیشمار خزائن کے دروازے آنحضرتؐ پر کھول دیئے۔ سو آنجنابؐ نے ان سب کو خدا کی راہ میں خرچ کیا اور کسی نوع کی تن پروری میں ایک حبہ بھی خرچ نہ ہوا۔ نہ کوئی عمارت بنائی نہ کوئی بارگاہ تیار ہوئی۔ بلکہ ایک چھوٹے سے کچے کوٹھے میں جس کو غریب لوگوں کے کوٹھوں پر کچھ بھی ترجیح نہ تھی۔ اپنی ساری عمر بسر کی۔ بدی کرنے والوں سے نیکی کر کے دکھلائے اور وہ جو دل آزار تھے ان کو ان کی مصیبت کے وقت اپنے مال سے خوشی پہنچائی۔ سونے کیلئے اکثر زمین پر بستر اور رہنے کیلئے ایک چھوٹا سا جھونپڑا اور کھانے کیلئے نانِ جو یا فاقہ اختیار کیا۔ دنیا کی دولتیں بکثرت ان کی دی گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک ہاتھوں کو دنیا سے ذرا آلودہ نہ کیا اور ہمیشہ فقر کو تونگری پر اور مسکینی کو امیری پر اختیار رکھا اور اُس دن سے جو ظہور فرمایا تا اس دن تک جو اپنے رفیق اعلیٰ سے جاملے بجز اپنے مولیٰ کریم کے کسی کو کچھ چیز نہ سمجھا اور ہزاروں دشمنوں کے مقابلے پر معرکہ جنگ میں کہ جہاں قتل کیا جانا یقینی امر تھا۔ خالصاً خدا کیلئے کھڑے ہو کر اپنی شجاعت اور وفاداری اور ثابت قدمی دکھلائی۔ غرض جود اور سخاوت اور زہد اور قناعت اور مردی اور شجاعت اور محبت الٰہیہ کے متعلق جو جو اخلاق فاضلہ ہیں وہ بھی خداوند کریم نے حضرت خاتم الانبیاء میں ایسے ظاہر کئے کہ جن کی مثل نہ کبھی دنیا میں ظاہر ہوئی اور نہ آئندہ ظاہر ہوگی"۔ (براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ ۱۱ صفحہ ۶۲ تا ۲۶۰)

شفیع المذنبین خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے دور حیات کو حضرت امام مہدی دو شقوں میں تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "جب دوسرا زمانہ آیا یعنی فتح اور اقتدار اور ثروت کا زمانہ تو اس زمانہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق عفو اور سخاوت اور شجاعت کے ایسے کمال کے ساتھ صادر ہوئے جو ایک گروہ کثیر کفار کا انہیں اخلاق کو دیکھ کر ایمان لایا۔ دکھ دینے والوں کو بخشا اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دیا ان کے محتاجوں کو مال سے مالا مال کر دیا اور قابو پا کر اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو بخش دیا۔ چنانچہ بہت سے لوگوں نے آپؐ کے اخلاق دیکھ کر گواہی دی کہ جب تک کوئی خدا کی طرف سے اور حقیقتاً راست باز نہ ہو یہ اخلاق ہرگز دکھا نہیں سکتا یہی وجہ ہے کہ آپؐ کے دشمنوں کے پرانے کینے یک لخت دور ہوگئے۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۹۲-۱۹۱)

صداقت کی شہادت

حق تو یہ ہے کہ غیر بھی صداقت کی شہادت دے چنانچہ دیوان متنبّی میں موجود ہے وَالْحَقُّ مَا شَھِدَتْ بِہِ الْاَعْدَاءُ اس سلسلے میں دو مشہور و معروف قول ہدیہ قارئین ہے۔ (۱)۔ ڈاکٹر اسپرنگر لکھتے ہیں۔ "محمدؐ تیز فہم اور نہایت مرتبے کے عالی نظر تھے۔ صاحب رائے صائب اور عالی مذاق تھے گو وہ شاعر کے نام کو ناپسند کرتے تھے مگر بہت کر کے تو شاعر تھے اور قرآن کی عبارت باہم متشابہ اور مضامین عالی اس کے عمدہ فضائل ہیں۔ ان کے خیال میں ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تھا ان کو نکلتے ہوئے آفتاب برستے ہوئے پانی اور اگتی ہوئی روئیدگی میں خدا ہی کا ید قدرت نظر آتا تھا۔ اور بجلی کی کڑک اور آواز آب اور پرندے کے نغمے حمد الٰہی میں خدا ہی کی آواز سنائی

دیتی تھی۔ اور سنسان جنگلوں اور پرانے شہر ذرل کے خرابات میں خدا ہی کے قہر کے آثار دکھلائی دیتے تھے۔ (سیرت محمدی صفحہ ۸۹ فصل الخطاب جلد اوّل صفحہ ۲۲)

گاڈفری ہنکس لکھتے ہیں۔ محمدؐ کے رویئے جانچنے میں تم کہتے ہو۔ آپؐ شریر اور مکار تھے۔ ہم کہتے ہیں آپؐ زمانے کے سقراط تھے۔ جب ہم آپؐ کو برائیوں سے متصف سنتے ہیں تو آپؐ کے رویئے کی طرف نظر کرتے ہیں جو فریقین کے قول سے ابتداء عمر اور ایام شباب میں رہا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں اس عجیب رویئے سے آپ نے کیا مقصد سونچا۔ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ آپ کا مقصد دو حظ نفسانی تھے اوّل عورتوں سے عشرت کرنا۔ دوم استیعاب بلند حوصلگی جس سے یہ غرض ہے کہ ایک شہر کے تاجر بن کر اپنے آپ کو بادشاہ دنیا بنادیں۔ اس کی طیاری کیلئے آپ نے چودہ برس خلق سے کنارہ کیا اور اپنا طور بے عیب رکھا۔ اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ دنیا کی تاریخ میں کوئی بات اس کے مثل اور بھی پائی جاتی ہے۔ اگر عورتوں سے عشرت مقصود تھی تو یہ عجیب و غریب معاملہ ہے کہ آپ نے پچیس برس کی عمر میں جو وقت کہ خاص جوش جوانی کا خیال کیا جاتا ہے صرف خدیجہ ہی سے نکاح کیا جو آپ سے پندرہ برس بڑی تھی۔ اور گو بموجب قواعد اپنے ملک کے آپ بہت سے نکاح کر سکتے تھے مگر آپ اس قاعدے سے متمتع نہ ہوئے اور تاحین حیات اس بی بی کے اسی کے ساتھ ستائیس برس مع عیالِ کثیر کے نباہ کیا۔ اگر محمدؐ کا مقصد صرف بلند حوصلگی ہی تھی تو بذریعہ سازش کوشش کر کے اپنے آپ کو محافظ کعبہ کیوں نہ کرا لیا۔ اس عہدے پر پہلے آپ کے اباء و اجداد مامور تھے اور جس شخص کے نام یہ عہدہ ہوتا تھا وہ کل ریاست بلکہ واقع میں تمام عرب کے اندر دل درجے کا رئیس گنا جاتا تھا۔ اگر صرف بلند حوصلگی مقصود تھی تو یہ امر کہ اپنے آپ کو یہودیوں کا مسیح بیان کرتے بہتر تھا بہ نسبت اس طریق کے جو آپ نے اختیار کیا۔ (اپالوجی مطبوعہ ۱۸۳۹ء فصل الخطاب جلد اوّل صفحہ ۲۳-۲۲)

راڈویل لکھتے ہیں کہ دلیلوں سے ثابت ہے کہ محمدؐ کے سب کام اس نیک نیتی کی تحریک سے ہوتے تھے کہ اپنے ملک کے لوگوں کو جہالت اور ذلت کی بت پرستی سے چھوڑا دیں اور یہ کہ نہایت مرتبے کی خواہش ان کی یہ تھی کہ سب سے بڑے امر حق یعنی توحید الٰہی کا جوان کی روح پر بدرجہ غایت مستولی ہو رہی تھی اشتہار کریں۔ (دیباچہ ترجمہ قرآن شریف صفحہ ۲۳ مطبوعہ ۱۸۶۱ء فصل الخطاب اوّل صفحہ ۲۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و جمال

قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ ۝ (سورۃ المائدہ صفحہ ۱۶)

فرمان باری ہے تمہارے لئے اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک روشن کتاب آچکی ہے یعنی اللہ نے تمہارے لئے ایک حسین و جمیل انسان مبعوث کیا ساتھ واضح و بین کتاب بھی عطا کی۔ باعتبار تخلیق کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور نہیں بلکہ بشر تھے اور نور سے حسن و جمال مراد ہے ورنہ قرآن شریف کی صریح آیت ایک اور ہے اس سے تعارض پیدا ہو جائے گا۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۝ سورہ کہف آیت ۱۱۱ پارہ قال الم ۱۶)

حق جل مجدہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ آپ علی الاعلان کہہ دیں کہ ہم تمہارے جیسے انسان ہیں فرق یہ ہے کہ مجھے وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود حقیقی صرف ایک ہی ہے۔ یعنی اللہ نے مجھے قرآن مقدس سے نوازا ہے اور یہ آخری کتاب ہے اس کے بعد کوئی کتاب نازل نہیں ہوگی۔ اور میں کامل و اکمل انسان ہوں۔ حسن و جمال میں بے نظیر و عدیم المثال ہونے میں کتب احادیث میں بیشمار احادیث ہیں۔ بطور مثال دو احادیث پیش ہیں۔ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاق قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِب اَكَانَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ السَّيْفِ قَالَ لَابَلْ مِثْلُ الْقَمَرِ (بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۵۰۲) و شمائل ترمذی شریف صفحہ ۳) ابو اسحاق سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ برا ابن عازب سے ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کی طرح تھا حضرت براء نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ قمر کی طرح۔ تلوار سے مشابہت نہ دینے کی مختلف علتیں شُرّاح حدیث نے بیان فرمائی ہیں۔ اوّل یہ کہ تلوار لمبی ہوتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لمبے قد کے نہیں تھے اور نہ چھوٹے تھے بلکہ میانہ قد کے تھے۔ دوسری علت تلوار سفید ہوتی ہے جو دیکھنے میں موزوں نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم گندمی رنگ تھے۔ (فتح الباری شرح جامع بخاری و تحفہ الاحوذی شرح جامع ترمذی)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةِ اِضْحِيَانٍ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَيْهِ وَاِلَى الْقَمَرِ فَلَهُوَ عِنْدِيْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ (شمائل ترمذی صفحہ ۲) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ چاندنی رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا تھا۔ حضورؐ اس وقت سرخ جوڑا زیب تن فرماتے۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی آپ کے چہرہ مبارکہ کو بالآخر میں نے یہی فیصلہ کیا کہ حضور اکرمؐ چاند سے کہیں زیادہ حسین و منور ہیں۔

اب میں مہدی زماں علیہ السلام کے چند اشعار پر اس عنوان کو ختم کر کے اصل کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

يَامَنْ غَدَا فِیْ نُوْرِهٖ وَضِيَاءِهٖ ۝
كَالنَّيِّرَيْنِ وَنَوَّرَ الْمَلَوَانِ
يَا بَدْرَنَا يَا اٰيَةَ الرَّحْمَانِ
اَهْدَى الْهُدَاةِ وَاَشْجَعَ الشُّجْعَانِ
اِنِّیْ اَرٰى فِیْ وَجْهِكَ الْمُتَهَلِّلِ
شَاْنًا يَّفُوْقُ شَمَائِلَ الْاِنْسَانِ

ترجمہ: اے وہ ہستی جو اپنے نور اور روشنی میں آفتاب و ماہتاب کی مانند ہے۔ اور جس نے رات اور دن کو اپنے نور سے منور کر دیا ہے۔ اے ہمارے چودھویں کے چاند اور اے خدائے رحمان کے نشان۔ اے سب ہادیوں سے بڑھ کر ہادی اور اے سب بہادروں سے بڑھ کر بہادر۔ یقیناً میں تیرے درخشاں اور چمکیلے چہرہ میں ایک ایسی شان دیکھتا ہوں جو انسانی خصائل سے بڑھ کر ہے۔ یوں تو عشق و محبت کے اصول و اسباب بہت سارے ہیں اور ہر اصول و اسباب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جزولا ینفک کی طرح ہے لیکن ہم نے اصل الاصول کو درج کر دیا۔ آیت مذکورہ محبت الٰہی کا سبق سکھا رہی ہے اور واضح ہے کہ محبت و عشق الٰہی منحصر ہے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جو کامل متبع ہونگے کامل عاشق بھی ہونگے ورنہ ایک طرف عشق کا دعویٰ اور دوسری طرف فاذهب انت و ربک یہ تو محال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے حدیث عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَايُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (بخاری شریف کتاب الایمان باب حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان) حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص مومن کامل نہیں ہو سکتے جب تک کہ میری محبت تمام پر مقدم نہ ہو۔ حتی کہ اپنے والدین اور اولاد پر بھی۔ جو شخص جتنے بڑے عاشق ہوتے ہیں اتنے ہی بڑے متبع و مطیع و فرمانبردار ہوتے ہیں اور اتباع رسولؐ میں برکات عظیم مضمر ہے چنانچہ مسیح موعود فرماتے ہیں۔

جب سے کہ آفتاب صداقت ذات بابرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آیا۔ اسی دم سے آج تک ہزارہا نفوس جو استعداد اور قابلیت رکھتے تھے متابعت کلام الٰہی اور اتباع رسول مقبولؐ سے مدارج عالیہ مذکورہ بالا تک پہنچ چکے ہیں اور پہنچتے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس قدر ان پر پے در پے اور علی الاتصال تلطفات و تفضلات وارد کرتا ہے اور اپنی حمایتیں اور عنایتیں دکھلاتا ہے کہ صافی نگاہوں کی نظر میں ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ لوگ منظوران نظر احدیت ہیں۔ جن پر لطف ربانی کا ایک عظیم الشان سایہ اور فضل یزدانی کا ایک جلیل القدر پیرایہ ہے اور دیکھنے والوں کو صریح دکھا دیتا ہے۔ کہ وہ انعامات خارق عادت سے سرفراز ہوں اور کرامات عجیب و غریب سے ممتاز ہیں اور محبوبیت کے عطر سے معطر ہیں۔ اور مقبولیت کے فخروں سے مفتخر ہیں اور قادر مطلق کا نور ان کی صحبت میں ان کی توجہ میں ان کی ہمت میں ان کی دُعا میں ان کی نظر میں ان کے اخلاق میں ان کی طرز معیشت میں ان کی خوشنودی میں ان کے غضب میں ان کی رغبت میں ان کی نفرت میں ان کی حرکت میں ان کے سکون میں ان کے نطق میں ان کی خاموشی میں ان کے ظاہر میں ان کے باطن میں ایسا بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ایک لطیف اور مصفا شیشہ ایک نہایت عمدہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور ان کے فیض صحبت اور ارتباط اور محبت سے وہ باتیں حاصل ہو جاتی ہیں کہ جو ریاضت شاقہ سے حاصل نہیں ہو سکتیں۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۴۴۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال عشق

ماقبل میں میں نے بتایا ہے کہ کامل عاشق و محبّ وہی شخص ہو سکتا ہے جو کامل مطیع و متبع ہوں خلفاء راشدین المهدیین و عشرہ مبشرہ و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر عملی نمونہ دکھایا کہ علی حسب المراتب۔ مراتب علیا پر فائز و مرام ہوئے حتیٰ کہ اظہار خوشی میں اللہ نے بھی کہہ دیا۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔ اسی طرح مہدی زمان علیہ السلام کو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس مقام اعلیٰ سے نوازا کہ الی یوم القیامۃ آفتاب و ماہتاب کی طرح درخشاں رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے سچے و کامل عاشق تھے کہ آپؐ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو سخت ناپسند فرماتے چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور آنجنابؐ پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ان سے ہم کیونکر صلح کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے

پتے کی پتھری

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

پتے کی پتھری بغیر اپریشن کے دس دن کے اندر دیسی دوائی سے نکل جاتی ہے

علاج قادیان آکر کروانا ہوگا

Phone No : 01872-71152

حکیم عبد الحمید ملکانہ محلّہ احمدیہ قادیان

ہیں۔ لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور مال باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے ہم ایسا کام نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے۔ (پیغام صلح صفحہ ۳۰)

آپ اطاعت رسول اللہ کو مقدم رکھتے تھے چاہے اس پر والدین وخاندان ناراض ہوں۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے جبکہ آپ کی عمر پچیس تیس برس کے قریب تھی آپ کے والد بزرگوار کا اپنے رشتہ داروں سے درخت کاٹنے پر ایک تنازعہ ہو گیا۔ آپ کے والد بزرگوار کا نظریہ یہ تھا کہ زمین کے مالک ہونے کی حیثیت سے درخت بھی ہماری ملکیت ہیں۔ اسلئے انہوں نے اپنے موروثیوں پر دعوٰی دائر کر دیا اور حضور کو مقدمہ کی پیروی کیلئے گورداسپور بھیجا۔ آپ کے ہمراہ دو گواہ بھی تھے۔ آپ جب نہر سے گزر کر ایک گاؤں پتھنہ والا پہنچے تو راستہ میں ذرا ستانے کیلئے بیٹھ گئے اور ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا والد صاحب یوں ہی فکر کرتے ہیں۔ درخت کھیتی کی طرح ہوتے ہیں یہ غریب لوگ ہیں اگر کاٹ لیا کریں تو کیا حرج ہے۔ بہر حال میں تو عدالت میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ مطلقاً یہ ہمارے ہی ہیں۔ ہاں ہمارا حصہ ہو سکتے ہیں۔ موروثیوں کو بھی آپ پر بے حد اعتماد تھا۔ چنانچہ جب مجسٹریٹ نے موروثیوں سے اصل معاملہ پوچھا تو انہوں نے بلا تامل جواب دیا کہ خود مرزا صاحب سے دریافت کر لیں۔ چنانچہ مجسٹریٹ کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک تو درخت کھیتی کی طرح ہیں جس طرح کھیتی میں ہمارا حصہ ہے ویسے ہی درختوں میں بھی ہے چنانچہ آپ کے اس بیان پر مجسٹریٹ نے موروثیوں کے حق میں فیصلہ دیدیا۔ واپسی پر جب آپ کے والد صاحب کو اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ ناراض ہوئے۔ (روایات صحابہ حصہ نہم صفحہ ۹۳-۱۹۲ حیات طیبہ صفحہ ۱۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کمال عشق و محبت کا اندازہ اس کشف سے بھی کر سکتے ہیں جس کا بذات خود بیان فرمایا ہے۔ اوائل جوانی میں ایک رات میں نے رؤیا دیکھا کہ میں ایک عالیشان مکان میں ہوں جو نہایت پاک اور صاف ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر ہو رہا ہے۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ حضور کہاں تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے ایک کمرہ کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ میں دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اس کے اندر چلا گیا اور جب میں حضور کی خدمت میں پہنچا تو حضورؐ بہت خوش ہوئے اور آپؐ نے مجھے بہتر طور پر میرے سلام کا جواب دیا۔ آپؐ کا حسن و جمال و ملاحت اور آپ کی پر شفقت و پر محبت نگاہ مجھے اب تک یاد ہے اور مجھے کبھی بھول نہیں سکتی۔ آپؐ کی محبت نے مجھے فریفتہ کر لیا اور آپ کے حسین و جمیل چہرہ نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اس وقت آپ نے مجھے فرمایا۔ اے احمد تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا چیز ہے جب میں نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے اور وہ مجھے اپنی ہی تصنیف معلوم ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ حضور یہ میری ایک تصنیف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں سوال کیا کہ تو نے اس کتاب کا نام کیا رکھا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کتاب کا نام میں نے قطبی رکھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کتاب مجھ سے لیلی اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبویؐ کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے مشابہ تھا مگر تربوز تھا۔ آنحضرتؐ نے جب اس میوہ کو قاش قاش کرنا چاہا تو اس میں سے شہد نکلا کہ آنجنابؐ کا ہاتھ مبارک رفق تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مردہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا۔ آنحضرتؐ کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آ کھڑا ہوا اور یہ عاجز آنحضرتؐ کے سامنے کھڑا تھا۔ جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور آنحضرتؐ بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوس فرما رہے تھے۔ آپؐ نے ایک قاش مجھ کو اس غرض سے دی کہ تا میں اس شخص کو دوں جو نئے سرے سے زندہ ہوا ہے اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں اور وہ ایک قاش میں نے اس نئے زندہ کو دے دی اور اس نے وہیں کھالی۔ پھر جب نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ کی کرسی اونچی ہو گئی ہے حتی کہ چھت کے قریب جا پہنچی ہے اور میں نے دیکھا کہ اس وقت آپ کا چہرہ مبارک ایسا چمکنے لگا گویا اس پر سورج اور چاند کی شعاعیں پڑ رہی ہیں اور میں ذوق و وجد کے ساتھ آپ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ رہا تھا اور میرے آنسو بہہ رہے تھے پھر میں بیدار ہو گیا اس وقت بھی میں کافی رو رہا تھا اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ وہ مردہ شخص اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیوض کے ذریعہ سے اب میرے ہاتھ پر زندہ کرے گا۔ (براہین احمدیہ سوم ۴۹-۲۴۸ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۹-۵۴۸)

یہ دنیا دار العمل و دار فانی ہے۔ ہر شئی کا فنا ہونا ایک لازمی امر ہے چاہے وہ جاندار ہو یا غیر جاندار۔ ورنہ قرآن شریف سے کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ کا محو لازم آئے گا۔ نیز قیامت کا وقوع بھی محال ہو جائے گا۔ اور روز مرہ قدرت قانون و فطرت الٰہی کا جو معائنہ و مشاہدہ ہو رہا ہے وہ عبث و بیکار میں بدل جائیگا۔ فنا ایک لازمی امر ہے اور اس کی یاد بھی محدود ہے لیکن خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چودہ سو سال بعد ایک عاشق رسولؐ کے اشعار کو زبان میں ورد کرنا اور آنسو کا اجراہونا یہ بھی کم عشق نہیں چنانچہ سیرت المہدی میں ہے کہ آپ حضرت حسان بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہے تھے اور آنسو بہہ رہے تھے شعر یہ ہے

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

یعنی اے میرے محبوب تو میری آنکھ کی پتلی تھا۔ جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہو گئی ہے۔ اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہو گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے عشق و محبت کے بیشمار واقعات و عربی و فارسی و اردو میں اشعار موجود ہیں لیکن اکتفا کرتے ہوئے ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔ جس کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے ۱۹۶۰ء کے جلسہ سالانہ قادیان میں بیان کیا تھا۔ کہ یہ خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں پیدا ہوا اور یہ خدا کی ایک عظیم الشان نعمت ہے میں اس آسمانی آقا کو حاضر و ناضر جان کر کہتا ہوں کہ میرے دیکھنے میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرتؐ کے ذکر پر بلکہ محض نام لینے پر ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلی نہ آ گئی ہو آپ کے دل و دماغ بلکہ سارے جسم کا رواں رواں اپنے آقا حضرت سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے معمور تھا۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہم سب کو شریعت محمدیہ کا کامل متبع و عاشق بنائے۔ (آمین)

بقیہ صفحہ: (16)

کے ڈاکٹر کو کہا کہ اس کا علاج کرو۔ اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد مجھے گھوڑے کی حالت کے بتعلق اطلاع میرے محل میں بھجواتے رہو۔ اور یاد رکھو جس نے مجھے یہ خبر پہنچائی کہ گھوڑا مر گیا ہے میں اُسے قتل کروادوں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد ڈاکٹروں کی تمام کوششوں کے باوجود گھوڑا مر گیا۔ ڈاکٹر اور نوکر بہت پریشان تھے کہ بادشاہ کو کون خبر دے کہ گھوڑا مر گیا ہے۔ اتنے میں پاس سے ایک سمجھ دار انسان گزر رہا تھا، اس نے سارا قصہ سننے کے بعد کہا کہ میں بادشاہ کے پاس جاتا ہوں۔ وہ بادشاہ کے پاس گیا اور کہنے لگا۔ بادشاہ سلامت آپ کا گھوڑا اب بہت آرام میں ہے، پہلے وہ تکلیف سے ٹانگیں ہلا رہا تھا، اب نہیں ہلا رہا۔ پہلے وہ حلق سے آواز نکال رہا تھا اب نہیں نکال رہا۔ اب وہ بہت آرام میں ہے۔ پہلے اُس کی آنکھیں کھلی تھیں، اب بند ہو گئی ہیں۔ پہلے وہ زور زور سے سانس لے رہا تھا۔ اب سانس بھی نہیں لے رہا، لیکن ہے بڑے آرام میں۔ بادشاہ بول پڑا، کہتا کیوں نہیں کہ گھوڑا مر گیا۔ وہ آدمی بولا یہ آپ نے کہا ہے میں نے نہیں۔

یہی حال ہمارے بہت سے غیر احمدی مسلمان بھائیوں اور اُن کے مولویوں کا ہے۔ کاش وہ اُس بادشاہ کی طرح اِس حقیقت کو سمجھ جائیں کہ اُن کے انتظار کا گھوڑا مر چکا ہے۔ اور اُس کے مرنے کی تمام علامتیں نظر آ گئی ہیں۔ اب جب کہ چودھویں صدی ہجری کب کی گزر گئی، پندرھویں صدی ہجری کے بیس سال بھی گزر گئے، انہیں اپنے موقف میں تبدیلی پیدا کرنی چاہئے۔ اُن کو اُن کے انتظار کے گھوڑے کی موت کی خبر دینے والے کو کفر کی تلوار سے قتل کرنے کی بجائے اِس حقیقت کا برملا اعتراف کر لینا چاہئے کہ "امام مہدی" کے متعلق اُن کے انتظار اور امیدوں کا گھوڑا کب کا مر چکا ہے۔

ہماری دُعا ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو سیدھے اور صاف طریق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کر کے اُن کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضورؐ نے فرمایا تھا:

فَاِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَبَايِعُوْهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَاِنَّهُ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ (سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المہدی)

جب تم اُسے دیکھو تو اُس کی ضرور بیعت کرنا خواہ تمہیں برف کے تودوں پر گھٹنوں کے بل بھی جانا پڑے کیوں کہ وہ خدا کا خلیفہ مہدی ہو گا۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کیلئے تیار کئے ہیں"

"اے میرے قادر خدا! میری عاجزانہ دُعائیں سن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے۔۔۔ اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے۔ اور زمین تیرے راستباز اور موحد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے۔ اور تیرے رسول کریم محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ آمین۔ اے میرے قادر خدا مجھے یہ تبدیلی دنیا میں دکھا اور میری دُعائیں قبول کر۔ کیوں کہ ہر ایک طاقت اور قوت تجھ کو ہے۔ اے قادر خدا ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۴)

☆☆☆☆

ولادت و درخواست دُعا

خاکسار کی چھوٹی ہمشیرہ سیدہ قدسیہ بیگم اہلیہ ناصر احمد طارق صاحب آف سعودی عرب کے ہاں مورخہ ۳۰ ردسمبر ۱۹۹۹ء پہلا بیٹا تولد ہوا۔ نومولود تحریک وقفِ نو میں شامل ہے۔ حضور پُرنور نے ازراہ شفقت "حاشر احمد" نام تجویز فرمایا ہے۔ نومولود کی صحت وسلامتی درازی عمر نیک صالح خادم دین بننے نیز بہن و بہنوئی کی صحت وسلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں کامیابی دینی و دنیاوی ترقیات کیلئے، اسی طرح خاکسار اپنی اور والدہ و اہل عیال اور بھائی کی صحت و سلامتی درازی عمر روشن مستقبل دینی و دنیاوی ترقیات، کاروبار میں خیر و برکت کیلئے دُعا کی درخواست کرتا ہے۔ (اعانت بدر-/۱۰۰) میر احمد فاروق آف جڑچرلہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ تاریخوں کے آئینہ میں

شیخ مجاہد احمد مبلغ سلسلہ قادیان

۱۸۳۵ء۔ ۱۳ر فروری بمطابق ۱۴ر شوال ۱۲۵۰ھ کو بروز جمعہ بوقت فجر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی ولادت ہوئی۔

۱۸۴۲ء۔ ابتدائی تعلیم از منشی فضل الٰہی صاحب

۱۸۴۶ء۔ صرف ونحو کی تعلیم از مولوی فضل احمد صاحب۔

۱۸۵۲ء۔ حضور کی پہلی شادی حرمت بی بی صاحبہ کے ساتھ ہوئی۔

۱۸۵۳ء۔ نحو منطق حکمت اور دیگر مروجہ علوم کی تعلیم از مولوی گل علی شاہ صاحب، اسی زمانہ میں طِب کی بعض کتب اپنے والد صاحب سے پڑھی۔

۱۸۵۳ء۔ حضور کے پہلے بیٹے مرزا سلطان احمد صاحب کی ولادت۔

۱۸۵۵ءولادت مرزا فضل احمد صاحب۔

۱۸۶۴ء۔ رؤیا میں آنحضرت ﷺ کی زیارت۔

۱۸۶۸ء حضور کی والدہ ماجدہ حضرت چراغ بی بی صاحبہ کاانتقال۔

۱۸۷۲ء۔ ملک کے اخبارات میں مذہبی مضامین کے سلسلہ کا آغاز۔

۱۸۷۳ء۔ فارسی میں منظوم کلام کہنا شروع کیا۔

۱۸۷۴ء۔ رؤیا میں فرشتہ کو دیکھا جس نے ایک نان آپ کو پیش کرتے ہوئے کہا" یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے"۔

۱۸۷۵ء۔ حضور کے والد ماجد نے مسجد اقصیٰ کی بنیاد رکھی جو جون ۱۸۷۶ء میں مکمل ہوئی۔ حضور نے آٹھ یا نو ماہ کے لگاتار روزے رکھے۔

۱۸۷۶ء۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب کی قادیان میں پہلی بار آمد۔

۱۸۷۶ء۔ ۲ر جون کو حضور کے والد ماجد کی وفات اور حضور کاالہام " اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَه"۔ کثرت مکالمات ومخاطبات کی ابتداء۔

۱۸۷۷ء۔ حضور کے خلاف پہلا مقدمہ ایک عیسائی رلیارام کی طرف سے جو مقدمہ ڈاکخانہ کے نام سے مشہور ہے اور حضور کی بریت۔ سفر سیالکوٹ۔

۱۸۷۸ء۔ ۹ر فروری تا ۹ر مارچ اخبار "سفیر ہند" میں آریہ سماج کے خلاف حضور کا انعامی مضمون شائع ہوا۔ انعام کی رقم ۵۰۰ روپے تھی۔

۱۸۷۹ء۔ ۲۱ر مئی تا ۷ار جون برہمو سماج کے لیڈر پنڈت اگنی ہوتری سے ضرورت الہام سے متعلق تحریری مباحثہ ابتداء تصنیف براہین احمدیہ۔

۱۸۸۰ء۔ اشاعت براہین احمدیہ حصہ اوّل و دوم اور دس ہزار روپیہ کاانعامی چیلنج۔ حضور پر قولنج زحیری کا خطرناک حملہ اور اعجازی شفا کا نشان۔

۱۸۸۲ء۔ ماموریت کا پہلا الہام قل انی امرت وانا اول المسلمین۔ اشاعت براہین احمدیہ حصہ سوم۔ تمام مذاہب باطلہ کو نشان نمائی کی دعوت حضرت مولانا نورالدین صاحب (بعد میں خلیفۃ المسیح الاول) کو اسی سال حضور کے نام سے واقفیت ہوئی۔

۱۸۸۳ء۔ مسجد مبارک کی تعمیر کا آغاز اور ۹ر اکتوبر کو تکمیل۔

۱۸۸۴ء۔ حضور کا پہلا سفر لدھیانہ:۔ اکتوبر میں دو بارہ لدھیانہ جانا اور پھر مالیر کوٹلہ کا سفر۔ انبالہ چھاؤنی میں آمد۔ منشی عبد اللہ سنوری صاحب کی درخواست پر سفر سنور اور راستے میں پٹیالہ میں مختصر قیام۔ وزیر اعظم پٹیالہ سید محمد حسن صاحب کی طرف سے استقبال۔ ۱۷ر نومبر کو حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ سے دلی میں حضور کا نکاح اور ان کا رخصتانہ۔

۱۸۸۵ء

مارچ:۔ ایک اشتہار کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجددیت کے دعویٰ کا عام اعلان فرمایا۔ اور نشان نمائی کی عالمگیر دعوت دی۔ یہ اشتہار ۲۰ ہزار کی تعداد میں اُردو اور انگریزی میں شائع کیا گیا۔ اور اُسی زمانہ کے نامور اور معزز شخصیتوں تک پیغام پہنچایا گیا۔

۱۰ر جولائی:۔ حضور کے کپڑوں پر سرخی کے چھینٹے پڑنے کا نشان۔

اگست:۔ قادیان کے آریوں کی طرف سے نشان نمائی کی درخواست۔

۱۹ ستمبر:۔ حج کے موقع پر میدان عرفات میں حضور کی دعا حضرت صوفی احمد جان صاحب کی زبانی پڑھی گئی۔ یہی دعا بیت اللہ اور دوسرے مقدس مقامات پر بھی کی گئی۔

۲۸: نومبر:۔ ستارے ٹوٹنے کا آسمانی نظارہ ظاہر ہوا۔

دسمبر:۔ منشی احمد جان صاحب کی وفات پر حضور کا لدھیانہ سفر۔

۱۸۸۶ء

سفر ہوشیارپور:۔ ۲۲ جنوری حضوز چلہ کشی کیلئے ہوشیارپور تشریف لے گئے۔ واپسی ۱۷ مارچ کو ہوئی

اشتہار دربارہ پیشگوئی مصلح موعود:۔ ۲۰ر فروری حضور نے اشتہار دربارہ پیشگوئی مصلح موعود تحریر فرمایا جو ار مارچ کو اخبار "ریاض ہند" امرتسر میں بطور ضمیمہ شائع ہوا۔

مباحثہ ماسٹر مرلی دھر:۔ ۱۱ر تا ۱۴ر مارچ ہوشیارپور میں ماسٹر مرلی دھر ڈرائینگ ماسٹر سے تحریری مباحثہ ہوا جو ستمبر میں سرمہ چشم آریہ کے نام سے شائع ہوا۔

ولادت صاحبزادی عصمت:۔ ۱۵ر اپریل حضور کی صاحبزادی عصمت کی ولادت (وفات جولائی ۱۸۹۱ء)

آریہ لیڈروں کو دعوت مباہلہ:۔ آریہ سماج کے مشہور لیڈروں کو دعوت مباہلہ دی۔

سفر انبالہ:۔ اکتوبر کو حضور کا سفر انبالہ تقریباً ایک ماہ کے قیام کے بعد ۲۵ نومبر کو قادیان واپسی۔

۱۸۸۷ء

تصنیف واشاعت "شحنۂ حق"

سفر انبالہ:۔ جون۔ حضورؑ کا سفر انبالہ۔ امریکہ میں حضور کی نشان نمائی کی دعوت کی بازگشت۔

ولادت بشیر اوّل:۔ اگست کو ولادت بشیر اوّل

الہام داغ ہجرت:۔ ۱۸ر ستمبر کو حضور کو الہام ہوا" داغ ہجرت"۔

۱۸۸۸ء

سفر جموں:۔ حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کی بیماری کی وجہ سے حضور نے ۷ر جنوری کو سفر جموں کیا۔

۱۸ر مئی پادری فتح مسیح کی طرف سے حضور کو پیشگوئیوں میں مقابلہ کی دعوت اور پھر اس کا اعتراف شکست۔

الہامات حضور دربارہ پیشگوئی:۔ مئی حضور کے الہامات دربارہ پیشگوئی محمدی بیگم۔

بیعت لینے کا ارشاد:۔ جون اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور کو بیعت لینے کا ارشاد ہوا وزیر اعظم پٹیالہ سید محمد حسن خان صاحب کی دعوت پر پٹیالہ کا سفر۔

وفات بشیر اوّل:۔ ۴ر نومبر وفات بشیر اوّل۔

اشاعت سبز اشتہار:۔ ار دسمبر اشاعت سبز اشتہار اور بیعت کا اعلان عام۔

۱۸۸۹ء

اعلان دس شرائط بیعت: ۱۲ر جنوری اشتہار بعنوان تکمیل تبلیغ میں دس شرائط بیعت کا اعلان۔

ولادت مصلح موعودؓ:۔ ۱۲ر جنوری ولادت حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد (مصلح موعودؓ) وفات ۸ر نومبر ۱۹۶۵ء۔

عقیقہ حضرت مصلح موعودؓ:۔ ۱۸ر جنوری حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کا عقیقہ۔ حضور کا سفر لدھیانہ۔

بیعت کی اغراض و مقاصد پر اشتہار:۔ ۴ر مارچ بیعت کی اغراض و مقاصد پر مشتمل اشتہار شائع کیا ہوشیارپور میں شیخ مہر علی صاحب کے لڑکے کی تقریب شادی میں شمولیت۔

بیعت اولیٰ و آغاز جماعت احمدیہ ۲۳ مارچ لدھیانہ میں حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان واقع محلہ جدید میں بیعت اولیٰ اور جماعت احمدیہ کا آغاز۔

سفر علیگڑھ:۔ اپریل لدھیانہ سے حضور علی گڑھ تشریف لے گئے۔

۱۸۹۰

اشاعت فتح اسلام و توضیح مرام:۔ اشاعت فتح اسلام و توضیح مرام و اعلان دعویٰ مسیحیت۔

۱۸۹۱ء

سفر لدھیانہ:۔ ۳ر مارچ دعوی مسیحیت کے بعد حضور کا پہلا سفر لدھیانہ۔

علماء کو تحریری مباحثہ کی دعوت:۔ ۲۶ر مارچ علماء کو تحریری مباحثہ کی دعوت۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا مباحثہ سے انکار۔

ازالہ اوہام کی تصنیف۔ ۲۰ر مئی پادریوں کو "وفات مسیح" پر تبادلہ خیالات کی دعوت۔

ازالہ اوہام کی تصنیف واشاعت، لفظ توفی اور الدجال کے بارہ میں ایک ہزار روپیہ کا انعامی اعلان۔

دعویٰ مہدویت:۔ اعلان دعویٰ مہدویت۔

سفر امرتسر و لدھیانہ:۔ جولائی سفر امرتسر و لدھیانہ۔

مباحثہ مولوی محمد حسین بٹالوی:۔ ۲۰ر تا ۲۹ جولائی لدھیانہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی سے مباحثہ جو "الحق لدھیانہ" کے نام سے شائع ہوا۔

وفات صاحبزادی عصمت:۔ جولائی میں حضور کی صاحبزادی عصمت کی وفات۔

سفر دلی:۔ ۲۹ر ستمبر حضور کا سفر دہلی۔

مولوی نذیر حسین دہلوی کو دعوت مباحثہ:۔ ۲ر اکتوبر کو مولوی نذیر حسین دہلوی اور مولوی عبد الحق صاحب کو مباحثہ کی دعوت اور ان کا گریز۔

مناظرہ مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالوی:۔ ۲۳ر اکتوبر دہلی میں مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالوی سے مناظرہ جو "الحق دہلی" کے نام سے شائع ہوا۔

سفر لدھیانہ وپٹیالہ

تصنیف و اشاعت آسمانی فیصلہ:۔ دسمبر تصنیف و اشاعت آسمانی فیصلہ۔

جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ:۔ ۲۷ر دسمبر جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ مسجد اقصیٰ قادیان میں ہوا جس میں ۷۵ افراد شریک ہوئے۔

ولادت صاحبزادی شوکت:۔ ۔۔۔ کو صاحبزادی شوکت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کے بطن سے ہوئیں۔

۱۸۹۲ء

سفر لاہور:۔ جنوری حضور نے اہل لاہور پر اتمام حجت کے لئے سفر لاہور اختیار فرمایا۔

جلسہ لاہور:۔ ۳۱ر جنوری لاہور میں منشی میراں بخش صاحب کی کوٹھی کے احاطہ میں جلسہ۔ حضورؑ اور مولانا نورالدین صاحبؓ کی عظیم الشان تقاریر۔

مباحثہ عبد الحکیم کلانوری:۔ عبد الحکیم کلانوری سے مباحثہ جو ۳ فروری تک جاری رہا۔

سفر سیالکوٹ:۔ فروری سفر سیالکوٹ حکیم حسام الدین صاحب کے مکان میں فروکش ہوئے۔

علماء کو مباہلہ کی پہلی دعوت عام:۔ ۱۰ر دسمبر علماء کو مباہلہ کی پہلی دعوت عام،

دوسرا جلسہ سالانہ:۔ ۲۷، ۲۸، ۲۹ دسمبر دوسرا جلسہ سالانہ ۳۲۷ احباب کی شرکت۔

۱۸۹۳ء

الہاماً ایک رات میں چالیس ہزار مادے:۔ جنوری حضور کو ایک رات میں عربی زبان کے چالیس ہزار

مادے بنائے گئے۔

"التبلیغ" کے عنوان سے عربی میں ایک فصیح و بلیغ خط کی شکل میں تصنیف جس کے آخر میں قصیدہ یاعین فیض اللہ والعرفان تحریر۔

آئینہ کمالات اسلام کی اشاعت:۔ فروری آئینہ کمالات اسلام کی اشاعت ملکۂ وکٹوریہ کو پیغام حق۔

عربی زبان میں مقابلہ کی دعوت:۔ ۳۰ر مارچ مخالفین کو عربی زبان میں مقابلہ کی دعوت۔ تصنیف کرامات الصادقین۔

ولادت حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب:۔ ۲۰ر اپریل ولادت حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ۔

تصنیف و اشاعت برکات الدعا:۔ اپریل تصنیف و اشاعت برکات الدعا۔

جنگ مقدس:۔ ۲۲ مئی تا ۵ جون امرتسر میں عبد اللہ آتھم کے ساتھ مباحثہ جو جنگ مقدس کے نام سے شائع ہوا۔

پیشگوئی درباره آتھم:۔ ۵ر جون مباحثہ کے آخری دن پیشگوئی درباره آتھم بیان فرمائی،

سفر جنڈیالہ:۔ جون سفر جنڈیالہ،

اشاعت "تحفہ بغداد":۔ جولائی ۱۸۹۳ء

اشاعت "شہادت القرآن" تصنیف "حجۃ الاسلام" و "سچائی کا اظہار":۔ اگست ۱۸۹۳ء۔

سفر فیروزپور:۔ نومبر فیروزپور کا سفر کیا۔ واپسی ۱۴ر دسمبر کو ہوئی اسی سفر کے دوران لاہور سٹیشن پر غیرت دینی کا ایمان افروز واقعہ ظاہر ہوا۔

۱۸۹۴ء

تصنیف "حمامة البشریٰ" "نور الحق" حصہ اوّل:۔ فروری ۱۸۹۴ء۔

چاند گرہن کا نشان:۔ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق ۱۳ر رمضان ۱۳۱۱ھ کو بمطابق ۲۰ مارچ ۱۸۹۴ء چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا۔

سورج گرہن کا نشان:۔ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق ۲۸ر رمضان ۱۳۱۱ھ کو بمطابق ۶ر اپریل ۱۸۹۴ء سورج گرہن کا نشان ظاہر ہوا۔

اشاعت نور الحق حصہ دوم:۔ مئی ۱۸۹۴ء۔

اشاعت اتمام الحجۃ:۔ جون ۱۸۹۴ء۔

اشاعت سر الخلافہ:۔ جولائی ۱۸۹۴ء۔

دعوت مباہلہ برائے پیشگوئی محمدی بیگم:۔ ۶ر ستمبر ۱۸۹۴ء کو مخالفین کو دعوت مباہلہ برائے پیشگوئی محمدی بیگم،

مخالفین کا آتھم کی پیشگوئی پر استہزاء:۔ ستمبر آتھم کے رجوع الی الحق کی وجہ سے ہلاک نہ ہونے پر مخالفین کا شور اور استہزاء اور حضور کی طرف سے جوابی اشتہارات کی اشاعت۔

آتھم کو ۱۰۰۰ روپیہ کا انعامی چیلنج:۔ ۹ر ستمبر کو ایک ہزار روپیہ کا انعامی چیلنج کہ وہ حق کی طرف رجوع نہ کرنے کی قسم کھائے۔ ۲۰ر ستمبر کو یہ رقم دو ہزار کر دی۔ ۱۵ر اکتوبر کو ۳ ہزار اور ۷ ۲اکتوبر کو چار ہزار تک بڑھا دی گئی۔

اشاعت انوار الاسلام:۔ ستمبر۔

سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق پیشگوئی:۔ ۲۹ ستمبر سعد اللہ لدھیانوی کے مقطوع نسل مرنے کی پیشگوئی اسی سال پادریوں اور دوسرے مخالفین کی طرف سے حضورؑ کے خلاف متحدہ محاذ قائم کرکے حضور پر بغاوت کا الزام لگایا گیا۔

۱۸۹۵ء

ضیاء الاسلام پریس:۔ قادیان میں ضیاء الاسلام پریس اور کتب خانہ قائم کیا گیا۔

ضیاء الحق کی اشاعت:۔ ۲۰ر مئی ضیاء الاسلام پریس سے پہلی کتاب ضیاء الحق کی اشاعت۔

ولادت صاحبزادہ مرزا شریف احمدؓ:۔ ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء۔

اشاعت نور القرآن حصہ اوّل:۔ ۱۵ر جون ۱۸۹۵ء

تصنیف "منن الرحمٰن" اس تحقیق کے متعلق کہ عربی اُم الالسنہ ہے۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے سفر کشمیر اور ان کی قبر واقع سری نگر کا انکشاف کیا۔

حضرت باوا نانک کے متعلق الٰہی انکشاف۔

سفر ڈیرہ بابا نانک:۔ ۳۰ر ستمبر حضور مقدس چولہ دیکھنے کیلئے ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے۔

اشاعت ست بچن اور آریہ دھرم:۔ نومبر ۱۸۹۵ء۔

اشاعت نور القرآن حصہ دوم:۔ ۲۰ر دسمبر ۱۸۹۵ء۔

اسی سال ناموس مصطفیٰ اور مذہبی مباحثات میں قیام امن کیلئے حضور نے دو تجاویز پیش کیں۔

۱۸۹۶ء

تحریک تعطیل جمعہ:۔ ار جنوری حضور نے ایک اشتہار کے ذریعہ حکومت کو جمعہ کی تعطیل کی تحریک فرمائی۔

والیٔ کابل کے نام خط:۔ مارچ والیٔ کابل امیر عبد الرحمٰن کے نام حضور کا خط۔

مخالفین کو دعوت مباہلہ:۔ مارچ خدا کے حکم سے ہندوستان کے تمام قابل ذکر مخالفین کو حضور کی طرف سے دعوت مباہلہ۔

ہلاکت آتھم:۔ ۲۷ر جولائی حق کو چھپانے کی وجہ سے آتھم کی ہلاکت۔

جلسہ اعظم مذاہب:۔ ۲۶ر تا ۲۹ر ستمبر جلسہ اعظم مذاہب لاہور منعقد ہوا ۲۸ر ۲۹ دسمبر کو حضور کا مضمون پڑھا گیا۔ "مضمون بالا رہا" کا نشان ظاہر ہوا۔

اسی سال کے آخر پر بمبئی سے طاعون کا آغاز ہوا۔ جو بعد میں بہت بھیانک شکل اختیار کر گئی۔

۱۸۹۷ء

عیسائیوں کو روحانی مقابلہ کا چیلنج:۔ ۱۴ر جنوری "الاشتہار مستیقنا بوحی اللہ القہار" کی اشاعت جس میں آپ نے عیسائیوں کو چالیس دن کے روحانی مقابلہ کا چیلنج دیا۔

اشاعت انجام آتھم:۔ ۲۲ جنوری ۱۸۹۷ء اسی کتاب میں حضور نے ۳۱۳ بزرگ صحابہؓ کے نام درج کئے۔

پادریوں کو ۱۰۰۰ روپے کا چیلنج:۔ ۲۶ر جنوری حضور نے یسوع کی پیشگوئیوں کی نسبت پادریوں کو ایک ہزار روپے کا انعامی چیلنج دیا۔

ولادت حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ:۔ ۲ر مارچ ۱۸۹۷ء۔

ہلاکت لیکھرام:۔ ۶ر مارچ ۱۸۹۷ء۔

حضور کے گھر کی تلاشی:۔ ۸ر اپریل ۱۸۹۷ء لیکھرام کے قتل کے سلسلہ میں حضور کے گھر کی تلاشی لی گئی۔

اشاعت سراج منیر:۔ اپریل ۱۸۹۷ء۔

اشاعت "استفتاء":۔ ۱۲ر مئی ۱۸۹۷ء۔

اشاعت حجۃ اللہ:۔ ۲۶ مئی ۱۸۹۷ء

اشاعت "تحفہ قیصریہ" ۲۷ر مئی ۱۸۹۷ء

ایک یادگار تقریب:۔ ۷ر جون حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ (مصلح موعود) کے ختم قرآن کے موقع پر ایک یادگار تقریب منعقد ہوئی۔ حضور نے محمود کی آمین کے نام سے مشہور نظم لکھی۔

اشاعت سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب:۔ ۲۲ جون ۱۸۹۷ء

مقدمہ مارٹن کلارک:۔ اگست پادری مارٹن کلارک کی طرف سے حضورؑ پر مقدمہ اقدام قتل کا اندراج اور حضور کا اسی سلسلہ میں سفر بٹالہ۔

حضور کی باعزت رہائی:۔ ۲۳ اگست حضور کی باعزت مقدمہ مارٹن کلارک سے رہائی و بریت،

تحریک قیام درس گاہ قادیان میں:۔ ۱۵ر ستمبر حضور نے قادیان میں بچوں اور نوجوانوں کیلئے مثالی درس گاہ کے قیام کیلئے بذریعہ اشتہار تحریک فرمائی،

اجراء الحکم:۔ ۸ر اکتوبر جماعت کے سب سے پہلے اخبار "الحکم" جو پہلے امرتسر سے اور پھر قادیان سے شائع ہونے لگا کا اجراء ہوا۔

سفر ملتان:۔ ۲۹ر اکتوبر حضور نے ملتان کا سفر کیا،

۱۸۹۸ء

مدرسہ تعلیم الاسلام کا افتتاح:۔ ۳ر جنوری حضور نے مدرسہ تعلیم الاسلام کا افتتاح فرمایا۔

اشاعت کتاب البریہ:۔ ۲۴ جنوری کتاب البریہ کی اشاعت جس میں حضور نے دو عظیم الشان انعامی چیلنج دئے تھے (۱) عیسائیوں کو اپنے الہامات کی نسبت ایک ہزار روپیہ کا چیلنج (۲) اسی بات پر بیس ہزار روپیہ کا چیلنج کہ کسی حدیث سے مسیح کا جسم عنصری سمیت آسمان پر جانا ثابت کیا جائے۔

طاعون پھیلنے کی پیشگوئی:۔ ۶ فروری بذریعہ اشتہار پنجاب میں طاعون پھیلنے کی پیشگوئی۔

تصنیف "البلاغ یا فریاد درد":۔ اپریل تصنیف البلاغ یا فریاد درد" اور دنیا کی اہم زبانوں میں اشاعت لٹریچر کی جامع سکیم کا اعلان۔

مقدمہ انکم ٹیکس:۔ ۱۷ر ستمبر مقدمہ انکم ٹیکس اور اس سے بریت۔

اشاعت:۔ ضرورۃ الامام:۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء

۲۰ نومبر ایک دن میں تصنیف کردہ کتاب نجم الہدیٰ اور راز حقیقت کی اشاعت۔

اشاعت کشف الغطاء:۔ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء

۱۸۹۹ء

ایام الصلح کی اشاعت:۔ جنوری ۱۸۹۹ء

حقیقت المہدی کی اشاعت:۔ ۲۱ر فروری ۱۸۹۹ء

مقدمہ نقض امن:۔ ۲۴ فروری کو مقدمہ نقض امن سے حضور کی بریت ہوئی۔

تصنیف مسیح ہندوستان میں:۔ اپریل ۱۸۹۹ء

ولادت حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب:۔ ۱۴ر جون ۱۸۹۹ء۔

اشاعت "ستارہ قیصریہ":۔ ۲۴ اگست ۱۸۹۹ء

پہلا فوٹو:۔ اگست حضور کے زمانہ ماموریت کا پہلا پورے قد کا فوٹو لیا گیا۔

حکومت کے نام میموریل:۔ ۲۷ر ستمبر مذاہب عالم کے جلسہ کیلئے حضور نے حکومت کے نام میموریل شائع کیا۔ اسی سال تریاق القلوب کی اشاعت ہوئی۔

۱۹۰۰ء

مقدمہ دیوار:۔ ۵ر جنوری مرزا امام الدین صاحب نے مسجد مبارک کو مہمان خانہ سے ملانے والی شارع عام کو اینٹوں سے دیوار کھینچ کر بند کر دیا جس سے مقامی اور باہر سے آنے والے احمدیوں کو بھی شدید تکلیف پہنچی۔ دیوانی عدالت میں مقدمہ دائر کیا گیا ۱۲ر اگست کو حضور کے حق میں فیصلہ ہوا۔

جلسہ احباب:۔ حضور کی تحریک پر عید الفطر کے موقع پر ایک ہزار احمدیوں کا اجتماع۔ اس تقریب کو جلسہ احباب بھی کہا جاتا ہے۔

خطبہ الہامیہ:۔ ۱۱ اپریل عید الاضحیٰ پر خطبہ الہامیہ کا زبردست علمی نشان ظاہر ہوا۔

اشاعت گورنمنٹ انگریزی اور جہاد:۔ ۲۲ مئی ۱۹۰۰ء

پادری لیفرائے کو مقابلہ کی دعوت:۔ ۲۵ر مئی پادری لیفرائے کو معصوم نبی سے متعلق مقابلہ کی کھلی دعوت۔

تحریک منارۃ المسیح:۔ ۲۸ر مئی منارۃ المسیح کے لئے چندہ کی تحریک کا اشتہار۔

GUARANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
34,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

مئی۔ لجۃ النور کی تصنیف۔
پیر مہر علی شاہ کو مقابلہ تفسیر نویسی کا چیلنج:۔ ۲۰ر جولائی پیر مہر علی شاہ صاحب کو مقابلہ تفسیر نویسی کا چیلنج۔ تصنیف تحفہ گولڑویہ۔
جماعت کا نام "مسلمان فرقہ احمدیہ رکھنا:۔ ۴ر نومبر بذریعہ اشتہار جماعت کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ رکھا۔
۱۵ر دسمبر۔ اربعین کی اشاعت۔

۱۹۰۱ء

اعلان اجرا "ریویو آف ریلیجنز":۔ ۱۵ر جنوری حضور نے ریویو آف ریلیجنز کے اجراء کا اعلان فرمایا۔
اشاعت اعجاز المسیح:۔ ۲۳ فروری ۱۹۰۱ء۔
اشاعت ایک غلطی کا ازالہ:۔ ۵ر نومبر ۱۹۰۱ء۔

۱۹۰۲ء

اجراء ریویو:۔ جنوری ریویو آف ریلیجنز کا اُردو انگریزی میں اجراء۔
ماہواری چندوں کے نظام کے قیام کا اعلان:۔ ۵ر مارچ حضور نے بذریعہ اشتہار ماہوار جماعتی چندوں کیلئے مستقل نظام کی بنیاد رکھنے کا اعلان فرمایا۔
اشاعت "الھدی و التبصرة لمن یری:۔ ۱۲ جون ۱۹۰۲ء
پگٹ کی ہلاکت کی پیشگوئی:۔ ۲۳ اگست، پگٹ (لندن) کی ہلاکت کی پیشگوئی۔
اشاعت تحفہ گولڑویہ یکم ستمبر
حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا نکاح:۔ ۱۲ر ستمبر ۱۹۰۲ء۔
ڈاکٹر ڈوئی کے متعلق پیشگوئی:۔ ستمبر ڈاکٹر ڈوئی کو مباہلہ کا چیلنج اور اس کی ہلاکت کی پیشگوئی۔
حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا پہلا نکاح:۔ ۱۲ اکتوبر ۱۹۰۲ء
اشاعت کشتی نوح ۵ر اکتوبر۔
اشاعت تحفۃ الندوہ ۱۶ اکتوبر۔
اشاعت تریاق القلوب ۲۸ر اکتوبر۔
اشاعت تحفہ غزنویہ اکتوبر ۱۹۰۲ء

مباحثہ مد:۔ ۲۹ر ۳۰ر اکتوبر حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب اور مولوی ثناء اللہ کے درمیان مباحثہ۔
البدر کا اجراء:۔ ۳۱ر اکتوبر ہفت روزہ "البدر" کا اجراء۔
سفر بٹالہ:۔ عدالت میں ایک گواہی کے سلسلہ میں حضورؑ کا سفر بٹالہ۔ ۷ نومبر۔
دس ہزار روپیہ کا چیلنج:۔ ۱۵ر نومبر اشاعت اعجاز احمدی اور دس ہزار روپیہ کا انعامی چیلنج۔
اشاعت ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی:۔ ۲۷ر نومبر ۱۹۰۲ء۔

۱۹۰۳ء

پہلا مقدمہ کرم دین: ۴ جنوری کرم دین جہلمی کی طرف سے حضور پر پہلا مقدمہ اور حضور کا سفر جہلم - امرتسر اور لاہور - ۱۹ جنوری مقدمہ کرم دین میں حضور کی بریت۔
مولوی ثناء اللہ کی قادیان آمد: ۱۰ جنوری مولوی ثناء اللہ کی قادیان آمد حضور کی طرف سے تحقیق حق کی دعوت مگر ان کا گریز۔
ولادت صاحبزادی امتہ النصیر: ۲۸ر جنوری ۱۹۰۳ء وفات ۳ر دسمبر ۱۹۰۳ء۔
منارۃ المسیح اور بیت الدعا کا سنگ بنیاد: ۱۳ مارچ منارۃ المسیح اور بیت الدعا کا حضور نے سنگ بنیاد رکھا۔
معجزہ شفایابی کا ظہور: ۲۵ر اکتوبر نواب عبد الرحیم ابن محمد علی خان صاحبؓ کی شفایابی کا معجزہ ظاہر ہوا۔

۱۹۰۴ء

ولادت حضرت صاحبزادی امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ: ۲۵ر جون ۱۹۰۴ء
سفر لاہور اور چار عظیم الشان لیکچر: ۲۰ر اگست سفر لاہور اور چار عظیم الشان لیکچر۔
سفر سیالکوٹ: ۲۷ر اکتوبر سفر سیالکوٹ کا آغاز۔ ۲۸ر اکتوبر کو جمعہ کے بعد بیعت و تقریر۔
دعویٰ مثیل کرشن: ۲ر نومبر لیکچر سیالکوٹ کی تصنیف و اشاعت اور جلسہ عام میں سنایا جانا۔ دعویٰ مثیل کرشن۔
قادیان واپسی: ۴ر نومبر ۱۹۰۴ء۔

۱۹۰۵ء

بریت مقدمہ دوئم از کرم دین:۔ ۷ر جنوری کرم دین کے دوسرے مقدمہ سے حضور کی بریت از ہائیکورٹ۔
تصنیف براہین احمدیہ حصہ پنجم: فروری ۱۹۰۵ء اور زلزلہ عظیم کی پیشگوئی۔
زلزلہ کانگڑہ:۔ ۴ر اپریل پیشگوئیوں کے مطابق کانگڑہ میں قیامت خیز زلزلہ۔
الہام "آہ نادر شاہ کہاں گیا":۔ ۳ر مئی یہ الہام ہوا۔ ۸ر نومبر ۱۹۳۳ء کو پورا ہوا۔ ابوالکلام آزاد کی قادیان میں حضور سے ملاقات:۔ ۲۵ر مئی ۱۹۰۵ء۔
سفر دہلی:۔ ۲۳ر اکتوبر حضور کا آخری سفر دہلی۔
اشاعت الوصیت:۔ ۲۰ر دسمبر ۱۹۰۵ء قرب وصال کے متعلق الہامات۔ بہشتی مقبرہ کے قیام اور اس میں دفن ہونے کی شرائط کا اعلان۔

۱۹۰۶ء

صدر انجمن احمدیہ کا قیام:۔ ۲۹ر جنوری ۱۹۰۶ء
مدرسہ احمدیہ کا آغاز: جنوری ۱۹۰۶ء مدرسہ تعلیم الاسلام کی دینیات کی شاخ کی شکل میں ہوا۔
حضرت میرزا بشیر احمد صاحبؓ کی شادی: ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء۔
رسالہ تعلیم الاسلام کا اجراء: جولائی رسالہ تعلیم اسلام کا اجراء ایڈیٹر حضرت سید سرور شاہ صاحب۔

۱۹۰۷ء

اشاعت حقیقۃ الوحی: ۱۵ر مئی ۱۹۰۷ء
حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا نکاح حضرت مریم بیگمؓ سے: ۳۰ر اگست ۱۹۰۷ء
وقف زندگی کی پہلی منظم تحریک: ستمبر ۱۹۰۷ء ۱۳ احباب نے وقف کیا۔
حضور کی زندگی کا آخری جلسہ سالانہ: ۲۷ تا ۲۹ دسمبر حضور کی زندگی کا آخری جلسہ سالانہ۔ حاضری تقریباً تین ہزار تھی۔ حضور نے دو تقاریر فرمائیں۔
صدر انجمن احمدیہ کی کانفرنس:۔ ۲۸ر دسمبر۔

۱۹۰۸ء

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا نکاح: ۱۷ر فروری ۱۹۰۸ء۔
حضور کا قادیان میں آخری جمعہ: ۲۴ر اپریل قادیان میں حضور کی زندگی کا آخری جمعہ حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ نے پڑھایا۔
حضور کا آخری سفر لاہور:۔ ۲۷ر اپریل بٹالہ میں قیام فرماتے ہوئے ۲۹ر اپریل کو لاہور پہنچے، احمدیہ بلڈنگس میں قیام۔
الہام "الرَّحِیل ثُمَّ الرَّحِیل"۔ ۹ مئی ۱۹۰۸ء
اشاعت "چشمۂ معرفت":۔ ۱۵ر مئی ۱۹۰۸ء
حضور کا رؤسائے لاہور کو پیغام حق:۔ ۱۷ر مئی حضور کا پبلک لیکچر اور رؤسائے لاہور کو پیغام حق۔
الہام الرَّحِیل ثُمَّ الرَّحِیل والْمَوْتُ قرِیب":۔ ۲۰ مئی ۱۹۰۸ء
احباب جماعت سے حضور کا آخری خطاب:۔ ۲۵ مئی احباب جماعت سے حضور کا آخری خطاب۔ بعد نماز عصر آخری سیر۔ شام کو مرض الموت کا آغاز۔
سفر آخرت: ۲۶ر مئی آخری نماز ادا کی جو فجر کی نماز تھی 10:30 بجے ۷۳ سال کی عمر میں وفات بمطابق ۲۴ر ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ۔ آپؑ کی نعش کے سامنے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ (مصلح موعود) کا تاریخی عہد۔ 2:30 بجے جنازہ پڑھا گیا۔ پونے چھ بجے جنازہ گاڑی پر سوار کر کے لاہور سے بٹالہ لایا گیا۔ گاڑی ۱۰ بجے بٹالہ پہنچی۔ احباب نعش مبارک کو کندھوں پر اٹھا کر قادیان کی طرف روانہ ہوئے۔
۲۷ر مئی:۔ تمام جماعت نے حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کو حضور کا خلیفہ منتخب کیا اور جماعت احمدیہ کے امام کے طور پر بیعت کی۔ بعد نماز عصر حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ نے جنازہ پڑھایا۔ جس کے بعد آخری دیدار ہوا۔ شام چھ بجے حضور کا جسم مبارک سینکڑوں اشکبار آنکھوں کے ساتھ بہشتی مقبرہ کی خاک مقدس کے سپرد کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ٥

رپورٹ جلسہ یوم المصلح الموعود رضی اللہ عنہ

حیدرآباد : جلسہ یوم مصلح موعود مورخہ ۲۰ فروری ۲۰۰۰ء بروز اتوار زیر صدارت محترم سعید احمد انصاری صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد احمدیہ مسجد "مومن منزل" میں زیر انتظام مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ

تلاوت قرآن کریم مکرم فضل العابد صاحب اور نظم مکرم منصور احمد صاحب نے پیش کی۔ اس کے بعد مکرم عبد الغنی صاحب نے متن پیشگوئی مصلح موعود پڑھ کر سنایا۔ پہلی تقریر مکرم حفیظ الدین صاحب غوری کی تھی جبکہ دوسری تقریر مکرم عبد المنان صاحب نے کی۔ بعد ازاں خاکسار نے "حضرت مصلح موعودؓ کی پیشگوئی کا پس منظر اور آپ کی حیات طیبہ کا مختصر خاکہ اور کارنامے پیش کئے۔ صدارتی خطاب میں محترم امیر صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ اور آپ کے رفقاء کے حالات پیش کئے۔ آخر میں محترم امیر صاحب نے دُعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ اِس جلسہ کو ہمارے لئے ہر جہت سے بابرکت کرے۔ اور ہم حضرت مصلح موعودؓ کے تحریکات اور ارشادات پر کماحقہ لبیک کہنے والے ہوں۔ آمین (سید طفیل احمد شہباز مبلغ سلسلہ حیدر آباد)

سورب (کرناٹک): میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ مورخہ ۲۰ر فروری ۲۰۰۰ء بروز اتوار مکرم ایم نور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ سورب کی زیر صدارت منعقد کیا گیا۔ بعد تلاوت خاکسار نے سامعین کو پیشگوئی حضرت مصلح موعودؓ پڑھ کر سنائی۔ بعد نظم مکرم ایم رشید احمد صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کی حیات طیبہ کے عنوان پر اردو میں تقریر کی۔ بعد اس کے مکرم ایم شریف احمد صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کا دور خلافت کے عنوان پر دوسری تقریر کی۔ مکرم ایم عبد الحمید صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کے چند اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ بعد اس کے مکرم ایم بشیر احمد صاحب نے سوانح حضرت مصلح موعودؓ کے عنوان پر کنڑ میں تقریر کی بعدہ حضرت مصلح موعودؓ کی زندگی کے تعلق میں ایک کوئز پروگرام کروایا گیا۔ جس میں سوال کا جواب دینے والوں کو انعامات دیئے گئے۔ اختتامی دُعا سے قبل تمام افراد جماعت نے مل کر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا اور پھر دُعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (ایس ناصر احمد معلم وقف جدید برون)

اعلان نکاح

مکرم فخر احمد صاحب ابن مکرم چوہدری مظفر اقبال صاحب چیمہ نائب ناظم وقفِ جدید قادیان کا نکاح عزیزہ شبنم ارم حمید اللہ بنت مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کاہلوں آف آکسفورڈ برطانیہ کے ساتھ مورخہ ۲۰۰۰-۱-۳ کو ۲۵۰۰۰/- روپے حق مہر پر مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب ناظم قضاء قادیان نے بعد نماز مغرب مسجد مبارک قادیان میں پڑھا۔ احباب جماعت سے اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (مینیجر بدر)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قرآن و حدیث کی روشنی میں

از۔ مکرم سید مظہر الدین احمد صاحب بیاور

قرآن کریم ایک کامل شریعت ہے۔ اس میں تمام دینی معاملات کے متعلق تفصیلی ہدایات اور راہنمائی موجود ہے اور کوئی پہلو دین کا ایسا نہیں جو تشنہ رہ گیا ہو۔

ایک مدعی نبوت کی صداقت کا معاملہ بھی ایک اہم دینی مسئلہ ہے۔ قرآن کریم نے اس بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور ایسے معیار مقرر کئے ہیں جن کے ذریعہ صادق اور کاذب میں تمیز ہو سکتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی صداقت کو ثابت کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُم عُمُرًا مِن قَبْلِهِ اَفَلَا تَعقِلُونَ (یونس آیت ۱۷)

اس سے پہلے میں ایک عرصہ دراز تم میں گذار چکا ہوں کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی تو ان لوگوں سے کہہ دے کہ میں دعویٰ نبوت سے قبل تم میں ایک لمبی عمر گذار چکا ہوں۔ کیا تم نے مجھے پہلے کبھی جھوٹ بولتے دیکھا ہے۔ اگر میں اپنی چالیس سالہ زندگی جو دعویٰ نبوت سے قبل کی ہے کسی ایک معاملہ میں بھی جھوٹ نہیں بولا تو کیا تمہاری عقل اس بات کو تسلیم کرے گی کہ آج اچانک میں خدائے تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ اور افترا سے کام لینے لگا ہوں۔ انسانی فطرت تو یہ ہے کہ ہر عادت خواہ نیکی ہو یا بدی کی آہستہ آہستہ پڑتی ہے۔ یہ تو فطرت کے بھی خلاف ہے کہ چالیس سال تک تو انسان سچ بولتا رہا ہو اور پھر ایک دم ایسا تغیر پیدا ہو جائے کہ انسان خدا کے بارے میں جھوٹ بولنے لگے۔ پس ایک مدعی نبوت کی صداقت کو پرکھنے کیلئے اس کے دعویٰ سے قبل کی زندگی کو دیکھنا چاہئے اگر وہ ہر پہلو سے پاک و صاف ہے تو بلا شبہ وہ سچا ہے۔ یہ ایسی دلیل ہے جو فطرت انسانی کے عین مطابق ہے اور جاہل سے جاہل بھی اس کو سمجھ سکتا ہے۔ اس دلیل کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود سچے قرار پاتے ہیں۔

دیکھئے حضور اپنی پاکیزہ زندگی کے بارے میں کیسی تحدی سے فرماتے ہیں "اب دیکھو خدا تعالیٰ نے اپنی حجت کو تم پر اسطرح پورا کر دیا ہے کہ میرے دعویٰ پر ہزار ہا دلائل قائم کر کے تمہیں موقعہ دیا ہے کہ تا تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے خود کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے اور تم کوئی عیب افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی میں نہیں لگا سکتے تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترا کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا کون تم میں سے ہے جو میری سوانح زندگی میں نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے جو اس نے ابتدا سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کیلئے یہ ایک دلیل ہے۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۲)

اس چیلنج کو آج ستر سالی ہو گئے کوئی بھی حضور کے دعوی سے پہلے کی زندگی پر نکتہ چینی نہیں کر سکا۔ صرف یہی نہیں مولوی محمد حسین بٹالوی جنہوں نے سارے ہندوستان میں پھر کر حضور کے خلاف کفر کے فتوے جمع کئے دعویٰ سے قبل کی زندگی کے بارے میں گواہی دیتے ہیں کہ حضور متقی اور پرہیز گار تھے اور انہوں نے دین کی بے مثال خدمت کی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے پہلی تصنیف براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں۔

"اب ہم اس پر اپنی رائے نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی۔ اور اس کا مؤلف یعنی حضرت مرزا غلام احمد اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے"

(اشاعۃ السنہ جلد ۶ صفحہ ۷)

پس اگر دعویٰ نبوت سے قبل کی پاکیزہ زندگی آنحضرت ﷺ کی صداقت کی دلیل ہے تو یقیناً اہل دانش کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی بھی دلیل ہے کیونکہ آپ نے بھی دنیا میں خدائی مرسل ہونے کا دعویٰ پیش کیا۔

صداقت کا دوسرا معیار مدعی کے دعویٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الحاقہ میں فرماتا ہے

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ۔ (سورۃ الحاقہ)

اگر یہ شخص ہماری طرف جھوٹا الہام منسوب کرتا خواہ ایک ہی ہوتا تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی رگ گردن کاٹ دیتے سو اس صورت میں تم میں سے کوئی بھی نہ ہوتا جو اُسے خدا کے عذاب سے بچا سکتا۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر یہ مدعی جھوٹا ہوتا اور جھوٹے الہام بنا کر یہ کہتا کہ یہ الہام خدا نے کیا ہے تو ہم اُسے پکڑ لیتے اور جلد ہلاک کر دیتے اُسے اتنی مہلت نہ دی جاتی کہ وہ لوگوں کو مسلسل گمراہ کرتا رہتا آنحضرت ﷺ دعویٰ نبوت کے بعد ۲۳ سال زندہ رہے۔ حضور کی یہ زندگی اس بارے میں معیار ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اتنے لمبے عرصہ تک جو ۲۳ سال پر ممتد ہے۔ اس کا زندہ رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنے دعویٰ میں راستباز ہے۔ اگر وہ جھوٹا ہوتا تو بہت جلد ہم گرفت کرتے اور ہلاک کر دیتے ان آیات سے یہ نتیجہ نکلا کہ کوئی جھوٹا مدعی الہام و وحی اتنا عرصہ زندہ نہیں رہ سکتا جتنا آنحضرت ﷺ رہے۔ جب سے دنیا بنی ہے کسی جھوٹے مدعی نبوت کو دعویٰ کے بعد ۲۳ سال کی مہلت نہیں ملی یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اس آیات کریمہ میں لفظ تقول استعمال ہوا ہے جو جان بوجھ کر اور عمداً جھوٹ بولنے پر دلالت کرتا ہے ایک مجنوں اور دیوانہ اس قانون کی زد میں نہیں آتا۔ کیونکہ وہ بوجہ بیماری معذور ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کا سلسلہ ۴۳ برس تک جاری رہا۔ پس آپ کا اتنی مدت تک ہلاک نہ ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ آپ بلا شبہ راستباز اور منجانب اللہ تھے۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ۔ (الجن)

یعنی غیب کا جاننے والا ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو کثرت سے اطلاع نہیں دیتا سوائے ایسے رسول کے جس کو وہ پسند کرے۔ ان آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ غیب کی خبریں اللہ تعالیٰ صرف اپنے برگزیدہ انبیاء کو ہی کثرت سے بتلاتا ہے اس اصول کے مطابق جس شخص کو کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی جائے اس کے رسول ہونے میں شک نہیں کیا جا سکتا۔ اظہار علی الغیب کے یہی معنی ہیں کہ امور غیبیہ کثرت سے بتلائی جائیں اور وہ عظیم الشان خبروں پر مشتمل ہوں گویا کمیت اور کیفت دونوں اعتبار سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ غیب پر غلبہ حاصل ہو گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سی پیش خبریاں عطا فرمائیں جن میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

لیکھرام کے متعلق پیشگوئی

لیکھرام ہندوستان کے آریہ سماج فرقہ کا ایک آدمی تھا جو اسلام اور آں حضرت ﷺ کی ذات پر رکیک حملے کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے بہت سمجھایا لیکن وہ شرارت شوخی اور بدگوئی میں بڑھتا گیا اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو آپ کو بتایا گیا۔

عِجْلٌ جَسَدٌ لَهُ خُوَارٌ لَهُ نَصَبٌ وَ عَذَاب

یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل کر رہے گا۔ (اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء)

پھر حضرت اقدسؑ نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پاکر تحریر فرمایا۔ "اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے یعنی ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔

(اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء)

ایک اور الہام کے الفاظ ہیں۔ یقضیٰ اَمرُہ فی ستٍ یعنی اس کا معاملہ چھ میں ختم ہو جائے گا۔ نیز آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ جس دن یہ پیشگوئی پوری ہوگی وہ عید کے دن کے ساتھ ملا ہوا دن ہوگا۔

ان پیشگوئیوں کے پانچ سال بعد کسی نامعلوم شخص نے لیکھرام کے گھر میں تیز خنجر سے اسے ہلاک کر دیا اور وہ عید کے ساتھ ملا ہوا دن تھا۔ گوسالہ سامری کو ہفتہ کے دن ٹکڑے ٹکڑے کر کے پہلے جلایا گیا پھر راکھ دریا میں پھینک دی گئی اسی طرح لیکھرام ہفتہ کے دن ہلاک ہوا پہلے جلایا گیا اور پھر راکھ دریا میں ڈالدی گئی۔ اس کی ہلاکت اسلام کی صداقت آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا ایک زبردست ثبوت ہے اور اہل ہنود کیلئے حجت ہے۔

ڈاکٹر ڈوئی کے متعلق پیشگوئی

ڈاکٹر الیگزینڈر ڈوئی امریکہ کا ایک مشہور عیسائی مناد تھا جس نے صیحون نامی ایک شہر بسایا اور اعلان کیا کہ حضرت مسیح اسی شہر میں اُتریں گے اس شخص کو بہت شہرت حاصل ہوئی اور اس کا شہر بہت بارونق ہو گیا۔ اسے اسلام سے سخت عداوت تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُسے مباہلہ کی دعوت دی تا کہ عیسائیت اور اسلام کی صداقت کا فیصلہ ہو سکے اس سلسلہ میں اس نے اپنے اخبار میں لکھا کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ان مچھروں مکھیوں کا جواب دوں گا۔ اگر میں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو میں ان کو کچل کر مار ڈالوں گا"۔

اس پر حضور نے اپنے مباہلہ کے چیلنج کو دوبارہ دہرایا اور لکھا کہ ڈوئی اگرچہ پچاس برس کا جوان ہے اور میں ستر برس کا ہوں لیکن فیصلے کا انحصار عمروں پر نہیں ہوتا احکم الحاکمین اس کا فیصلہ کرے گا۔ نیز کہا "اگر ڈوئی مقابلہ سے بھاگ گیا تب بھی یقیناً سمجھو کہ اس کے صیحون پر جلد آفت آنے والی ہے۔

(اشتہار ۲۳ر اگست ۱۹۰۳ء)

اس خدائی پیشگوئی کے بموجب خدا کا قہر اس پر نازل ہوا۔ عین اس وقت جبکہ وہ ایک عظیم اجتماع سے خطاب کر رہا تھا اس پر فالج کا حملہ ہوا اور وہ زبان بند کر دی گئی جو آقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے خلاف ہرزہ سرائی کرتی تھی۔ پھر دماغی فتور اور کئی اور بیماریوں میں مبتلا ہو گیا۔ اس پر غبن کا الزام تھا شہر صیحون تباہ ہو گیا نہ صرف مریدوں نے بلکہ اہل و عیال نے بھی ساتھ چھوڑ دیا

باقی صفحہ (23) پر ملاحظہ فرمائیں

منقولات

ہندوستانی مسلمانوں کو پریشان کر رہی ہے آئی ایس آئی

مرسلہ:۔ کرشن احمد قادیان

روزنامہ دینک جاگرن (ہندی) جالندھر کی 29 جنوری کی ایک خبر کے مطابق:۔

پاکستان کی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی کے ذریعہ ہند مخالف کارروائیوں کی وجہ سے ہندوستانی مسلمانوں کیلئے کافی مسائل اور پریشانیاں پیدا ہو رہی ہیں۔

یہ مانگ اب زور پکڑتی جا رہی ہے کہ فرقہ وارانہ ماحول پیدا کرنے والے اشتہارات شائع کرنے والوں کے خلاف کڑی کارروائی کی جائے۔ یہ امکان ظاہر کیا جا رہا ہے کہ ملک میں فرقہ واریت کا ماحول پیدا کرنے کیلئے کچھ تنظیموں کو کروڑوں روپے مل رہے ہیں یہ روپیہ کہاں سے آرہا ہے اور کس وقت کس جگہ بانٹا جا رہا ہے اس کو جانچ کے گھیرے میں لائے جانے کی ضرورت ہے۔ ملک بھر میں جہاں آئی ایس آئی کے ذریعہ ہند مخالف لٹریچر بانٹنے اور مولانا مسعود اظہر کی کیسٹوں کو پھیلائے جانے کی خبریں مل رہیں وہاں پر یہ بھی پتہ چلا ہے کہ پنجاب میں ختم نبوت موومنٹ اور مدرسہ دار العلوم دیوبند کو بنیاد پرستوں کے ذریعہ حوصلہ افزائی کئے جانے کی وجہ سے یہ لوگ ملک دشمن کارروائیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔

یہ شبہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ یہ بنیاد پرست ملک میں دہشت پھیلانے کیلئے اشتہارات بھی شائع کروا رہے ہیں ختم نبوت موومنٹ لدھیانہ نے 21 نومبر 1999۔ 10 دسمبر 1999 اور 10 جنوری 2000 کو جالندھر سے شائع ہونے والے ایک اردو روزنامہ میں یہ اشتہار شائع کروائے ہیں جس میں مسلمانوں کو آپس میں لڑوانے اور ملک میں بدامنی کا ماحول پیدا کرنے کی اپیل کی گئی ہے۔

مسلمانوں کو مذہب کے نام پر بھڑکا کر ملک میں ظالمانہ ماحول پیدا کرنے کی سازش کی ہے یہ اشتہار ہندوستان کے آئین کے پرخچے اڑا رہے ہیں۔ ختم نبوت لدھیانہ جو دیش دشمن کارروائیوں میں شامل ہے کی کارروائیاں آل انڈیا ختم نبوت موومنٹ صدر دفتر جامعہ مسجد لدھیانہ پنجاب کے ذریعہ کی جا رہی ہیں۔

گزشتہ دنوں فرقہ پرستی پھیلانے والا مسودا پریس کلب کے ہاتھ لگا جس سے ثابت ہو گیا ہے کہ ملک میں مذہبی جنون پیدا کیا جا رہا ہے۔ ایک جرنلسٹ نے اس سلسلہ میں کہا کہ پورے ملک کے مسلمانوں کو نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جانا چاہئے صرف چند بھاڑے کے ٹٹوؤں کے بنیاد پرست ملاؤں کے ساتھ تعلق ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ پورے ہندوستانی مسلم قوم کے غدار ہیں۔

کارگل کے مسلمانوں نے ملک کیلئے اپنی جانوں کی بازی لگا دی۔ جب جب بھی بھارت پاکستان جنگ ہوئی یا ملک پر کوئی مصیبت آئی بھارتیہ مسلمان بھی اپنی جان کی بازی لگانے میں آگے رہے ہیں۔ عبد الحمید۔ حنیف الدین مسلم شہداء ہی تھے جنہوں نے دشمنوں کے دانت کھٹے کرتے ہوئے اپنی جانیں قربان کر دیں۔

(بشکریہ دینک جاگرن 29.2.2000)

فرقہ واریت پھیلانے والے عناصر کے ساتھ سختی سے نپٹا جائیگا

وزیر تعلقات عامہ سردار نتھا سنگھ دالم

قادیان میں سرکاری ہسپتال کیلئے 70 لاکھ روپے منظور

قادیان 30 جنوری (کرشن احمد) پنجاب کے وزیر تعلقات عامہ سردار نتھا سنگھ دالم نے یہاں جماعت احمدیہ کے مرکز میں آنے پر کہا کہ احمدیہ جماعت کے خلاف ملک بھر میں بدامنی پھیلانے والے اشتہارات کے سلسلہ میں سخت نوٹس لیا گیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں جلد ہی جانچ کروائی جائے گی۔ ان کے آنے پر انہیں اس سلسلہ میں کچھ اشتہارات بھی دکھائے گئے جس پر انہوں نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ایسی کارروائیاں لوگوں کی آپس میں تفریق کی وجہ بنتی ہیں۔

محکمہ تعلقات عامہ کے وزیر نے اس موقع پر بتایا کہ ان کے ذریعہ سرکاری ہسپتال کیلئے پنجاب سرکار نے 70 لاکھ روپے بھی منظور کروائے ہیں لیکن شہر میں موزوں جگہ نہ ملنے کی وجہ سے ہسپتال کی تعمیر کے کام میں دیری ہو رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جگہ ملتے ہی ہسپتال کا کام شروع کر دیا جائے گا۔ اسی طرح سرکاری سکول کیلئے سٹاف مہیا کرنے اور عمارت کو ٹھیک کرنے کیلئے بھی کام کر رہے ہیں۔ جرنلسٹوں کے ساتھ لوکل ایڈمنسٹریشن کا اچھا رویہ رہے گا۔

سردار دالم نے کہا کہ ان کی دلچسپی قادیان کو خوبصورت شہر بنانے کی ہے کیونکہ یہاں آنے والے سیاحوں پر اس کا برا اثر پڑ رہا ہے۔

اس موقع پر ڈی ایس پی قادیان نے جرنلسٹوں کو پوری مدد دینے کا بھروسہ دیا۔ چودھری محمد اکبر صاحب قائم مقام امیر جماعت احمدیہ۔ مولانا برہان احمد صاحب ظفر ناظر۔ چودھری عبد الواسع۔ سید نصیر الدین۔ مولانا عنایت اللہ اور گیانی تنویر احمد بھی اس موقع پر موجود تھے۔ (بشکریہ دینک جاگرن 30.2.2000)

یوپی سرکار اپنا الو سیدھا کرنے کیلئے

مذہبی جگہوں کے متعلق بل پاس کرنے جا رہی ہے

قادیان 7 فروری (کرشن احمد) یوپی سرکار کے ذریعہ مذہبی جگہوں کے تعلق میں جو قانون بنانے کا مسودا ہے اُس کا سیدھا نشانہ مسلم فرقہ ہی ہوگا۔ کیونکہ مسلمانوں کو ہی عبادت کیلئے وسیع جگہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ خیالات بدر اخبار کے ایڈیٹر انچیف جناب منیر احمد صاحب خادم نے دینک جاگرن کی خصوصی ملاقات کے دوران ظاہر کئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب بھارت کا آئین تیار کیا گیا تھا تو اس بات کا خاص دھیان رکھا گیا تھا کہ ہر ایک شخص کو پوری پوری مذہبی آزادی ملے۔ جناب خادم نے مزید کہا کہ مقدس جگہوں کا تعلق ہر شخص کے مذہبی جذبات سے ہوتا ہے اور مذہبی جگہوں پر پابندی لگانا لوگوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے والی بات ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ حقیقت میں یوپی سرکار بابری مسجد اور گیان واپی مسجد کے مستقبل میں ہونے والے فیصلوں کو سامنے رکھ کر یہ کر رہی ہے تاکہ مسلمانوں کے جذبات کو باآسانی زیادہ سے زیادہ ٹھیس پہنچائی جا سکے۔ (بشکریہ دینک جاگرن ہندی جالندھر 8.2.2000)

مذہبی دنگے کرانے کیلئے بھیجے گئے مواد کی دیش بھر میں تلاش

نئی دہلی 24 جنوری (دنیش شرما) پاکستان کی طرف سے بھارت میں فرقہ وارانہ دنگے بھڑکانے اور مذہبی جنون کے زور میں دھماکہ خیز کارروائیاں کرانے کے ارادہ سے بھیجے گئے مواد کی ملک بھر میں تلاش کی جا رہی ہے۔ پاکستان نے تو ایک طرف سرحدوں پر حملوں کی جھڑی لگا کر بھارت کو الجھایا ہے۔ لیکن دوسری طرف آپریشن ''اسلامی جہاد'' کی آڑ میں بھارت کے اندر دھماکہ خیز مواد۔ نقلی نوٹ۔ انتہا پسندوں اور بموں کی سپلائی کے ساتھ ہی مذہبی جنون بھڑکانے والا مواد بھی بھیج دیا ہے۔ گذشتہ دنوں اندرا گاندھی انٹرنیشنل ہوائی اڈہ میں ایک اردو رسالہ کی کچھ کاپیاں ضبط کی گئی تھیں رسالہ کی یہ کاپیاں دلی میں بھیجی گئی تھیں۔ جس پر ذاکر نگر کا پتہ درج تھا۔ اردو کا یہ رسالہ لاہور سے چھپتا ہے انڈین ایئر لائنز کے ہوائی جہاز آئی سی 814 کو اغوا کئے جانے کے بارے میں اس رسالہ میں فضول باتیں شائع کی گئی ہیں۔ ہندو دیوی دیوتاؤں کے بارے میں بھی توہین آمیز زبان کا استعمال کیا گیا ہے۔ مبینہ طور پر ضبط شدہ اس رسالہ میں محض جھوٹا پراپیگنڈہ کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اس ہوائی جہاز کو اغوا کرانے میں بھارت کا ہاتھ تھا اور پاکستان کو دہشت گرد ملک کے طور پر اعلان کرانے کیلئے ہی بھارت نے یہ سازش رچی تھی۔ خفیہ ایجنسیوں کا کہنا ہے کہ ایسا دھماکہ خیز مواد پہلے تو وادی کشمیر تک ہی محدود رہتا تھا لیکن اب آہستہ آہستہ سواریوں کے ذریعہ گجرات اور راجستھان میں بھی بھیجنے کی کوشش ہوئی۔ دلی میں اگرچہ ایک پیکٹ پکڑا گیا ہے تاہم یہ شک ہے کہ انتہا پسند مواد کو دیگر صوبوں میں بھی بھیج سکتے ہیں۔ صوبوں میں ایسا مواد دوسری زبانوں میں تیار کروا کر تقسیم کرانے کا بھی انتہا پسندوں کا ارادہ ہے۔ (ہند سماچار جالندھر ۲۵؍ جنوری ۲۰۰۰)

چرچ آف انگلینڈ اب طلاق شدہ لوگوں کی بھی شادی کرائے گا

لندن 25 جنوری (رائٹر) چرچ آف انگلینڈ اپنے ضابطوں میں تبدیلی کر کے اب چرچ میں طلاق شدہ لوگوں کی بھی شادی کرائے گا۔ یہ اطلاع ایک ممتاز بشپ نے دی ہے۔ ملک بھر میں اس معاملہ پر چرچ کے ممبران نے بحث کی ہے۔ بشپ مائیکل سکاٹ جیونت جو چرچ آف انگلینڈ کی شادی پر ورکنگ پارٹی کے چیئرمین ہیں وضاحت کی ہے کہ یہ تبدیلی ناگزیر ہے۔ تاہم چرچ ہر کسی کی شادی نہیں کرائے گا۔ اس کے لئے کچھ سوالات پوچھے جائیں گے اور چرچ کسی کو انکار بھی کر سکتا ہے بشپ نے کہا کہ چرچ ان لوگوں کی مدد کرنا چاہتا ہے جو شادی ٹوٹنے کے بعد بہت پریشانیوں سے گزرتے ہیں اور نئی شادی سے ان کی زندگی بہتر ہو سکتی ہے۔ 17 ویں صدی سے چرچ آف انگلینڈ کی یہ پالیسی رہی ہے کہ وہ اس شخص کی شادی نہیں کراتا جس کا سابق شریک زندگی زندہ ہو۔ مگر طلاق کی شرح میں اضافہ سے چرچ کو یہ تبدیلی کرنی پڑ رہی ہے۔

درخواست دُعا

امسال اللہ کے فضل سے جناب میر احمد افضل صاحب مقیم امریکہ اور ان کے بڑے بھائی میر احمد عارف سابق صدر جڑچرلہ کے تعاون سے نومبائعین اور غرباء میں بلا تفریق مذہب تقریباً دو صد افراد کو ایک ایک جوڑے کپڑے تقسیم کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ الحمد للہ۔ احباب جماعت سے استدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دو کو بہترین اجر دے اور ان کو صحت و سلامتی والی عمر دے اور کاروبار میں ترقی دے اور داعی الی اللہ کے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (اعانت بدر -/۱۰۰) میر احمد آصف قائد خدام الاحمدیہ جڑچرلہ)

☆ محترم میر احمد صاحب افضل مقیم شکاگو امریکہ نے دل کی انجو گرافی کروائی ہے۔ موصوف کی کامل صحت و سلامتی اور کاروبار میں برکت کیلئے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (اعانت بدر -/۲۰۰) حبیب احمد خادم قادیان)

جماعت احمدیہ حیدر آباد کے رمضان المبارک کے شب و روز

اللہ رب العزت کا احسان ہے کہ رمضان المبارک ایک بار ہماری زندگی میں آیا اور اُس سے استفادہ کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ جماعت احمدیہ حیدر آباد کو اس بات کی سعادت پہلی مرتبہ ملی کہ تین حفاظ نے جماعت احمدیہ حیدر آباد کی تین مساجد (مسجد احمدیہ جوبلی ہال افضل گنج، مسجد احمدیہ فلک نما، مسجد احمدیہ مومن منزل) میں مکمل قرآن مجید نماز تراویح میں سنایا۔ احباب جماعت نہایت محبت اخلاص جوش و جذبہ سے پُر۔ حلیمی انکساری کا پہلو اختیار کئے ہوئے۔ کاروبار دنیا کو ترک کر کے کثیر تعداد میں ان مساجد میں اکٹھے ہوتے رہے۔ ایک عجیب روحانی ماحول ہوتا احباب جماعت نے حضور پُر نور کے درس القرآن سے بھرپور استفادہ کیا۔ نماز تراویح کے بعد درس الحدیث کا ایک مختصر پروگرام ہوتا تھا۔ جس میں حدیث شریف کی روشنی میں رمضان کے فضائل و برکات پر روشنی ڈالی جاتی۔ خاکسار کو کچھ دن مسجد احمدیہ افضل گنج اور کچھ ایام سکندر آباد میں بھی نماز تراویح پڑھانے کی سعادت ملی۔ اور تمام رمضان المبارک ہر روز دو اوقات درس دینے کی بھی توفیق ملی (الحمد للہ)

حیدر آباد بک فیئر میں احمدیہ بک اسٹال کا انعقاد

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ جماعت احمدیہ حیدر آباد کو پہلی بار امسال "حیدر آباد بک فیئر" میں شمولیت کی توفیق ملی (الحمد للہ)

"حیدر آباد بک فیئر" کا افتتاح گورنر آندھرا پردیش کے ہاتھوں ہوا۔ مہمان خصوصی محترم کے شری ہری منسٹر آف اسکول ایجوکیشن و لائبریری تھے۔ محترم پی راما راؤ صاحب وائس چانسلر حیدر آباد یونیورسٹی کو بھی خصوصی طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ جب گورنر اور وزیر موصوف ہمارے اسٹال میں تشریف لائے۔ تو خاکسار نے گورنر موصوف کو قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کا تحفہ پیش کیا۔ جس کو محترم موصوف نے بہت ہی شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ محترم حافظ صالح محمد صاحب الہ دین نے محترم وزیر صاحب اور وائس چانسلر کو قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کا تحفہ پیش کیا۔ اس موقعہ پر جماعت احمدیہ حیدر آباد نے ہزاروں لوگوں تک پیغام حق پہنچایا اور مجالس سوال و جواب قائم کیں۔ حیدر آباد اور سکندر آباد کے خدام نے نہایت ہی ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے "بک اسٹال" میں اپنے کاروبار چھوڑ کر ڈیوٹیاں سر انجام دیں۔ جس سے ان کے علم میں اضافہ ہوا۔ اس بک اسٹال کے انعقاد میں محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ حیدر آباد اور محترم منیر احمد صاحب خادم نائب ناظر نشر و اشاعت قادیان نے نمایاں تعاون دیا۔ اللہ تعالیٰ اس بک فیئر کو ہر جہت سے بابرکت فرمائے۔

(سید طفیل احمد شہباز مبلغ سلسلہ)

STAR

☎ 543105

CHAPPALS

WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS

105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY

KANPUR-1- PIN 208001

ESTD: 1898

MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES

M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS

NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT

BANGALORE - 560002 INDIA

☎: 6700558 FAX: 6705494

QURESHI ASSOCIATES

Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.

Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)

Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992

Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road

Daryaganj New Delhi-110002

(INDIA)

بقیہ صفحہ: (21)

بیٹے نے کہا کہ وہ ولد الزنا تھا۔ بالآخر ہزاروں مصیبتیں اور ذلتیں سہتا ہوا ۹ مارچ ۱۹۰۷ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اس جہان سے رخصت ہوا۔ بیوی بچے تک جنازے میں شریک نہ ہوئے۔ گھر سے شراب کی بوتلیں اور کنواری لڑکیوں کے عاشقانہ خطوط بر آمد ہوئے۔

غرض پیشگوئی کے مطابق وہ ذلت و رسوائی کے ساتھ اس جہان سے رخصت ہوا۔ اور اس کی عبرتناک موت عیسائی دنیا کیلئے ایک حجت قرار پائی اور محمد ﷺ اور مسیح محمدی کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر گئی جو رہتی دنیا تک ایک نشان رہے گا۔

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام احادیث کی روشنی میں

ان لمهدينا اٰيتين لم تكونا منذ خلقِ السمٰوات والارض ينكسف القمر لأوّلِ ليلةٍ من رمضانَ وتنكسف الشمس فى النصف منه

(دار قطنی)

ترجمہ:۔ ہمارے مہدی کی صداقت کے دو نشان ہیں اور جب سے خدا نے زمین و آسمان پیدا کئے یہ دو نشان کسی کیلئے ظاہر ہوئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینے میں چاند کو گرہن کی راتوں ۱۳۔۱۴۔۱۵ میں سے پہلی رات کو گرہن لگے گا۔ دوسرا نشان یہ ہے کہ اسی رمضان میں سورج گرہن کی تاریخوں یعنی ۲۷۔۲۸۔۲۹ میں سے درمیانی تاریخ یعنی ۲۸ کو گرہن لگے گا۔

حدیث کے الفاظ میں اوّل لیلۃ سے یہ مراد نہیں ہو سکتی ہے کہ رمضان کی پہلی تاریخ کو گرہن لگے گا۔ کیونکہ پہلی رات کو تو علم ہیئت کی رو سے گرہن لگتا ہی نہیں۔ دوسرے پہلی رات کے چاند کو عربی میں ہلال کہتے ہیں۔ لیکن حدیث میں قمر کے الفاظ ہیں۔ چاند تین راتوں کے بعد قمر کہلاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کی اس پیشگوئی کے چار پہلو ہیں۔ (۱) چاند کا گرہن کی مقررہ تاریخوں میں سے پہلی رات کو یعنی تیرھویں کو گرہن لگے گا۔ (۲) سورج گرہن کے مقررہ دنوں میں سے درمیانی دن یعنی اٹھائیسویں کو گرہن لگنا (۳) دونوں گرہنوں کا ایک ہی رمضان میں وقوع پذیر ہونا۔ (۴) ایک مہدیت کے دعویدار کا موجود ہونا جس کی صداقت کیلئے یہ نشان ظاہر ہوں۔ یہ نشان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں پیشگوئی کے عین مطابق پورا ہو کر آپ کی صداقت پر گواہ بنا۔

دوسری حدیث

حدیث میں آتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس اُمت کیلئے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث فرمایا کرے گا۔ جو آکر دین کی تجدید کرے گا سب استادانِ حدیث کا اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے اور خدائے تعالیٰ کی فعلی شہادت نے اس کے صحیح ہونے کو ثابت کر دیا ہے چنانچہ اس پیشگوئی کے بموجب ہر صدی کے سر پر مجدد ہوتے رہے۔ فہرست مجددین نواب صدیق حسن خاں صاحب نے اپنی کتاب حجج الکرامہ کے صفحہ ۱۳۵ تا صفحہ ۱۳۹ پر پیش کی ہے۔

چودھویں صدی کے آغاز پر ہی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے مہدی اور مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور سورج و چاند نے رمضان کی مقررہ تاریخوں میں گرہن ہو کر اس کی تصدیق کر دی چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔

آسماں میرے لئے تو نے بنایا ایک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار
وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

کلکتہ سالانہ بک فیئر میں جماعت احمدیہ کلکتہ کا بک سٹال

کلکتہ کا سالانہ بک فیئر ۲۰۰۰-۱-۲۵ سے شروع ہو کر ۲۰۰۰-۲-۶ تک رہا۔ جماعت احمدیہ کلکتہ گزشتہ چوبیس سال سے اس بک فیئر میں اپنا بک اسٹال لگا کر دعوت الی اللہ کا اہم فریضہ سر انجام دے رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس سال بھی بک فیئر کی سلور جوبلی کے موقع کی مناسبت سے انتظامیہ کے ساتھ ذیلی تنظیموں نے بھی اپنے مال اور وقت سے بھرپور تعاون دیا اور ہر طرح دعوت الی اللہ کے اس اہم موقع سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی گئی۔

الحمد للہ امسال ستائیس ہزار روپے کی کتب فروخت ہوئیں اور فری لٹریچر کے ذریعہ اور زبانی تبلیغ کے ذریعہ لاکھوں نفوس تک پیغام حق پہنچانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس کارِ خیر میں انصار اللہ، خدام الاحمدیہ لجنہ اماء اللہ ناصرات الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ نے خوب تعاون دیا اللہ تعالیٰ بہتر سے بہتر جزاء دے۔ آمین

(نسیم احمد طاہر مبلغ سلسلہ کلکتہ)

9-16 3/2000 Page - 23

دُعاؤں کے طالب

محمود احمد بانی

منصور احمد بانی | اسد محمود بانی

کلکتہ

BANI ®

موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:

Late Mian Muhammad Yusuf Bani

(1908 - 1968)

AUTOMOTIVE RUBBER CO.

BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS

5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072

: SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

☎ (0091) 01872-70757
01872-71702
FAX:(0091) 01872-70105

Vol - 49 Thursday, 9/16 March 2000 Issue No: 10/11

سر کو پیٹو! آسماں سے اب کوئی آتا نہیں   عمر دنیا سے بھی اب ہے آگیا ہفتم ہزار

منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گذار

ابتداء سے گوشۂ خلوت رہا مجھکو پسند
شہرتوں سے مجھکو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار

پر مجھے تو نے ہی اپنے ہاتھ سے ظاہر کیا
میں نے کب مانگا تھا یہ تیرا ہی ہے سب برگ و بار

اس میں میرا جرم کیا، جب مجھ کو یہ فرماں ملا
کون ہوں تا رد کروں حکم شہ ذی الاقتدار

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار

اِسْمَعُوْا صُوْتَ السَّمَاءِ جَاءَ الْمَسِیْح جَاءَ الْمَسِیْح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں!
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

اک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے
میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار

پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں
ایسے کاذب کے لئے کافی تھا وہ پروردگار

کچھ نہ تھی حاجت تمہاری نے تمہارے مکر کی
خود مجھے نابود کرتا وہ جہاں کا شہریار

ہر قدم میں میرے مولانے دیئے مجھکو نشاں
ہر عدو پر حجت حق کی پڑی ہے ذوالفقار

نعمتیں وہ دیں مرے مولیٰ نے اپنے فضل سے
جن سے ہیں معنی اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ آشکار

کیا مجھے تم چھوڑتے ہو جاہِ دنیا کے لئے
جاہ دنیا کب تلک دنیا ہے خود ناپائیدار

تم تو کہتے تھے کہ یہ نابود ہو جائے گا جلد
یہ ہمارے ہاتھ کے نیچے ہے اک ادنیٰ شکار

بات پھر یہ کیا ہوئی، کس نے میری تائید کی
خائب وخاسر رہے تم، ہو گیا میں کامگار

اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیر غار

کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا معتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کس قدر ہے ہر دیار

اس زمانہ میں خدانے دی تھی شہرت کی خبر
جو کہ اب پوری ہوئی بعدازمرور روزگار

کھول کر دیکھو براہیں جو کہ ہے میری کتاب
اس میں ہے یہ پیشگوئی پڑھ لو اس کو ایکبار

اب ذرا سوچو کہ کیا یہ آدمی کا کام ہے
اس قدر امر نہاں پر کس بشر کو اقتدار

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

یاد وہ دن جبکہ کہتے تھے یہ سب ارکان دیں
مہدی موعود حق اب جلد ہوگا آشکار

پھر وہ دن جب آگئے اور چودھویں آئی صدی
سب سے اول ہو گئے منکر یہی دیں کے منار

ابن مریم ہوں مگر اترا نہیں میں چرخ سے
نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کارزار

سارے منصوبے جو تھے میری تباہی کے لئے
کر دیئے اس نے تبہ جیسے کہ ہو گرد وغبار

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

سر کو پیٹو! آسماں سے اب کوئی آتا نہیں
عمر دنیا سے بھی اب ہے آگیا ہفتم ہزار

☆☆☆☆☆☆☆☆

The First ISLAMIC Satellite Channel

BROADCASTING ROUND THE CLOCK

AUDIO FREQUENCY		
URDU	:	6.50
ENGLISH	:	7.02
ARABIC	:	7.20
BENGALI	:	7.38
FRENCH	:	7.56
DUTCH	:	7.74
TURKISH	:	8.10

SATELLITE	:	INTELSAT 703 IS -703 AT 57* E
DECODER	:	C Band
POSITION	:	57* East
POLARITY	:	Left Hand Circular
DISH SIZE	:	Max. 8 Ft
VIDEO FREQUENCY	:	4177.5 Mhz
AUDIO FREQUENCY	:	6.50 Mhz

E Mail : mta @ bitinternet . com

☆......اگر آپ خود یا اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم سے روشناس کرانا چاہتے ہیں۔
☆...... اگر آپ موجودہ فحاشی سے بھرپور ٹی وی چینلز سے بچ کر اپنی اور اپنے بچوں کی اخلاقی وروحانی پرورش کرنا چاہتے ہیں تو آپ ہمیشہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل

ہی دیکھئے۔ اس میں نماز سکھانے۔ قرآن مجید سکھانے کے علاوہ حضرت امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے درس القرآن۔ ترجمۃ القرآن و ہومیو پیتھی کلاس اور مجالس عرفان نشر ہوتی ہیں۔
علاوہ ازیں زبانیں سکھانے اور کمپیوٹر و سائنس سے متعلق دیگر معلومات سے بھرپور پروگراموں سے بھی آپ استفادہ کر سکتے ہیں۔
☆...... جماعتِ احمدیہ کا عربی رسالہ التقویٰ لنڈن۔ انٹر نیشنل الفضل لندن۔ جماعتی کتب اور دیگر معلومات Computer Internet پر دیکھ سکتے ہیں۔ جس کا نمبر اوپر دیا گیا ہے۔
☆...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات۔ ہومیو پیتھک کلاسز اور دیگر ضروری پروگرام کی ویڈیو کیسٹ حاصل کرنے کیلئے نیچے لکھے پتہ جات پر رابطہ قائم کریں۔
نوٹ : ایم ٹی اے کی جملہ نشریات کاپی رائٹ © قانون کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔ اس کے کسی بھی حصہ کی بلا اجازت اشاعت یا نشر خلاف قانون ہے۔

MTA QADIAN
NAZARAT NASHR-O-ISSHAAT
Ph: 01872-70749, Fax : 01872-70105,70438
E- Mail : markaz@jla.vsnl.net.in

MTA International
P.O . Box 12926, London SW 18 4ZN
Tel : 44-181 870 0922 Fax : 44 - 181 875 0249
Internet code : http://www.alislam.org/mta

Computrised Composing & Designing By
Krishan Ahmad, Misbahuddin,Ejaz Ahmad